۲

یہ کتاب مسوم بہ دیوان اقبال ...
سے ہمنے اسکو منشی ... اول ...
اور بہت کچھ فائدہ کیا اور تہا یا اسلیے اپنی
قلم سے لکھدیا کہ یادرہے فقط سنہ ۱۲۹۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

5337	ردیف الف کی	

خالق ہے خدا ہی سحر و شام ہمارا | مشہور اوسی نے یہ کیا نام ہمارا
پیدا ہوے ہم امت محبوب خدا مین | برتر نہو کیون رتبۂ اسلام ہمارا
آتی ہے ہوا سرد گھٹا اوٹھی ہے گھنگھور | منگوا او صراحی می و جام ہمارا
بیتابی دل اوسکے بھی تو دلمین اثر کر | مدت سے ہی تجہے ہے پیغام ہمارا
پہلی ہی نگاہ و شنین ابسے ہی لطف | آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا

اے باد صبا [illegible] | گلزار میں آیا ہے وہ گلفام ہمارا
ہم [illegible] | ہے جامۂ تن جامۂ احرام ہمارا
فرقت میں تری جی تھہ دیا اپنا اسی | کام آیا بہت اب دل ناکام ہمارا
کافر کیا مجکو بھی تری زلف نے کافر | اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا

دنیا میں پڑا شور ہے شکر شکنی کا
شیریں جو تخلص میں ہوا نام ہمارا

اوس بیوفا کو عشق جتایا تو کیا ہوا | ظلم اور ستم بھی ہمنے اوٹھایا تو کیا ہوا
خورشید وار روزن دیوار سے کبھی | غرفے سے تمنے منہ کو دکھایا تو کیا ہوا
صورت تمہاری آئینۂ دل پہ ہے عیاں | پردے میں تمنے منہ کو چھپایا تو کیا ہوا
اے رشک حسن کے لب دندان کے عشق میں | لعل و گہر بھی ہمنے لٹایا تو کیا ہوا
تم وہ نہیں ہو ہے ہو تو ہم بھی نہ وہ رہے | اسوقت میں جو ہمکو بلایا تو کیا ہوا

یعقوب کی طرح ہمین بو اوسکی آگئی
یوسف نے پیرہن نہ سونگھایا تو کیا ہوا

لاکھون تمہارے عشق مین جی بے گذر گئے
تمنے بھی اپنے جی کو گنوایا تو کیا ہوا

خوش کرنے کو رقیب کے کل تمنے آکے یان
محفل مین ہمکو مُنہ نہ لگایا تو کیا ہوا

جو پیشتر تھے اب بھی نظر مین وہی ہو تم
بوسے نہ مُنہ سے مُنہ کو بنایا تو کیا ہوا

کچھ کی نہ التفات مرے حالِ زار پر
قدمون سے مین نے سر کو لگایا تو کیا ہوا

باتین تو اختلاط کی اسی زمانہ مین نہ کین
مُنہ اپنا تو نے مجکو دکھایا تو کیا ہوا

حسن و جمالِ یار جو ہر دل عزیز ہی
شیرین کی بھی نظر مین سمایا تو کیا ہوا

حب سے کہ لٹو ہمین تم پہ ہی دل میرا ہی لٹکا
شانے سے پہونچتا ہی نہایت اوسے جھٹکا

معدوم کمر اونکی ہی ہمکو ہی یہ حیرت
آتے ہین وہ کسطرے سے باندھے ہوے پٹکا

غارتگرِ ایمان تجھے کہتے ہین مسلمان
زاہد نے ترے پانون پہ سر اپنا ہی پٹکا

۵

ہم سر سے قدم کر کے بیاں تک پہنچے ادب سے
ورد آپ سمجھتے ہیں تماشا ہی نشہ کا

بلبل ہو نہیں اوس باغ کا غنچے کی چٹک سے
دہوکا ہی کہ ہی آمدِ صبا کے کھٹکا

ساقی نہ سمجھ مجکو تنک ظرف جو ہمکو
ساغر کی عوض منھ سے لگا دے مرے مٹکا

شیرین کو نہ منظور تھی آوارگی اوسکی
خسرو کے سبب کوہ میں فرہاد ہی بھٹکا

سرخرو ہونے کے قابل کیا حنا تھی مین نہ تھا
آپکے قدمونکے نیچے اوسکو جا تھی مین نہ تھا

دیکھتے کیا ہوا دھر گر زلف برہم ہو گئی
یہ سراسر حرکت بادِ صبا تھی مین نہ تھا

جل گئے اغیار سب محفل مین آنے سے مرے
اہ مری یہ گرمیِ آہِ رسا تھی مین نہ تھا

نشہ می مین پڑا جو ہاتھ میرا یون ہی
دخترِ رز کی یہ ای صاحب خطا تھی مین نہ تھا

کیون نہ اس حسرت سے میرا شیشۂ دل چور ہو
باغ تھا ساقی تھا سبزہ تھا ہوا تھی مین نہ تھا

شب کو مین تھا بے تکلف شمع سے تنہا جو غش
وصل کی مانع فقط اوسکی حیا تھی مین نہ تھا

تو شیرین کلامی سے اوسکو بلا
یہی طور ہے شبہہ گھات کا

پوچھتا ہی مہر کو کوئی قمر کو کیا ہوا
ہمنے بھی چاہا جو تجھے نامور کو کیا ہوا

دل دیا ہمنے اگر تجھے بشر کو کیا ہوا
کردیا مشہورِ عالم اس خبر کو کیا ہوا

ہوگئی بارش خجل دریا بہائے اشک کے
کچہ نہین کھلتا ہماری چشمِ تر کو کیا ہوا

عرش پر جاتا تھا یا اب کان تک جاتا نہین
ہمنشینو میرے نالے کے اثر کو کیا ہوا

رات بھر اختر شماری تھی تمھارے ہجر مین
صورتِ خورشید گر آئی سحر کو کیا ہوا

ہاتھ جوڑے منتین کین آرزوی وصل مین
رات بھر قدمون پہ رکھا ہمنے سر کو کیا ہوا

کچہ پتا اوسکا نپایا لاکھ ڈھونڈھا زلف مین
ایسا پوشیدہ ہوا موی کمر کو کیا ہوا

اوسکے رخ کو دیکھکر کہتا ہی یہ ہر اک بشر
آنکھ جمتی ہی نہین یارو نظر کو کیا ہوا

تھا نہال آرزو کیا بارور وقتِ وصال
اب خزان ہجر مین برگ و ثمر کو کیا ہوا

کیا نتیجہ ہمسری کا اوسکے دندان سے ملا — آب خجلت مین رہا دیکھو گہر کو کیا ہوا

دلبر نازک ادا کیا خوب شیرین لب ملا
اوسنے بھی چاہا جو اپنے نام کو کیا

ہمین دم ہی دم مین رکھا کیجیے گا — کوئی دم تو وعدہ وفا کیجیے گا

بہرحال ہم تو ہین راضی رضا کے — بھلا کیجیے یا برا کیجیے گا

نہ غم سے کسیکے سروکار رکھو — شب و روز ہمسے ہنسا کیجیے گا

وہ بہتر ہی کرتا ہی بندے کے حق مین — بہرحال شکر خدا کیجیے گا

یہان آپ آئین وہان ہم بلائین — کسی جا تو ہمسے ملا کیجیے گا

تکلم تغافل تبسم ترحم — ہمین سے یہ ناز و ادا کیجیے گا

نہین جسنے غم کھایا جاتا ہی اب تو — اگر زہر کھا لین تو کیا کیجیے گا

رقیبون سے رغبت جو کرتے ہو جیسا — تو کیا ہمسے الفت بھلا کیجیے گا

اگر کچھ بھی ہی تمکو پاس محبت
نہ شیرین کو اکدم جدا کیجیے گا

کیا ہی سلطان جہان کو یہ بندھایا سہرا
لعل و گوہر سے بہت عجب سجایا سہرا

سرخ جوڑے پہ ملا عطر سہاگ و حنا
مشک چین عنبر سارا مین بسایا سہرا

دھوم محفل مین عجب سہرے کی ہی واہ جی واہ
کیا ہی انداز و ادا سے یہ بندھایا سہرا

مجلسی سارے پھلے پھولے خوشی کے باعث
شاخ گل پھول سے جیسے نے دکھایا سہرا

دین بھائین سبھون نے کہ جیو لاکھ برس
پی تسلیم یہ کیا خوب جھکایا سہرا

نقد دل سب نے کیا تم پہ خوشی سے قربان
نغمہ سنجون نے عجب دھوم سے گایا سہرا

دین و دنیا مین کرے حق مبارک تمکو
رغبت دل سے یہ شیرین نے بنایا سہرا

آج کس شوق سے بنڑے کو بندھایا سہرا
سمن و زنبق و نار و سے گندھایا سہرا

دیکھے انعام میں مالن کو زر سرخ و سفید
رونمائی میں دلھن دولہ کی اک عالم نے
بنا بنڑی کو مبارک ہو بنی بنڑے کو

آپ مجھے پھولوں کا تر و تازہ منگایا سہرا
سر سے آنکھوں سے کلیجے سے لگایا سہرا
حق نے دونوں کا ہمیں آج دکھایا سہرا

رقص میں کوئی ہوا وجد میں کوئی آیا
واہ کیا خوب یہ شیریں نے بنایا سہرا

واہ وا کیا ہی بنا یہ آپ کا چالا ہوا
بڑھتے بڑھتے تا کمر آنے لگا گیسو ترا
عاشقی کا غیر دم بھرتے ہیں یہ بھی ایسا ہوا
ہمت و جرأت پر اپنی آفریں صد آفریں
تم نے اکدن بھی یہاں آکر نہیں دیکھی بہار
میں نے دکھلایا اونھیں جب اپنے نالوں کا اثر

دل ہمارا لے لیا اک عمر کا پالا ہوا
دشمن جان پھر ہمارے حق میں یہ کالا ہوا
جان و دل سے میں تمہارا چاہنے والا ہوا
بار غم کیا ہی اوٹھایا عشق کا ڈالا ہوا
داغ فرقت کا ہمارے رشک گل لالا ہوا
ہلگیا چرخ بریں عالم تہ و بالا ہوا

ایک تو تھا بانی ظلم و ستم وہ شعلہ رو
عشق سے شیرین کے اور آفت کا پرکالا ہوا

دیا دل تمھین تمنے رسوا کیا
کیا ہمنے کیا تمنے یہ کیا کیا

محبت جو کی تمسے اے جان جان
برا کیا کیا بلکہ اچھا کیا

گذرتا ہی جو کچھ ترے عشق مین
کہین کس سے پیش آیا اپنا کیا

دیا دل کیا سر قدم پر فدا
ہمین ہین جو ایسا و ایسا کیا

ولا پھر تو اوس بیوفا سے ملا
عبث مین نے تیرا بھروسا کیا

چھپانے سے چھپتا نہین عشق و مشک
یہ کھل ہی گیا گرچہ اخفا کیا

کیے لاکھہ تمنے جفا و ستم
نہ ہمنے کبھی ایک شکوا کیا

جیے یا مرے کوئی ایسے ہو تم
کہ جسوقت جو دلمین آیا کیا

عجب عشق شیرین کو تجھ سے ہے شاہ
ستم ہے ظلم لیکن جو چاہا کیا

دل کا جو مطلب تھا وہ بر آگیا
شکل وہ اپنی مجھے دکھلا گیا

وصل کی شب بے مجھے وہ شرما گیا
بات مین جبدم امڈسے ہوش آگیا

پیچ جو اوس زلف کا یاد آگیا
سانپ میرے سینے پر لہرا گیا

چونک اوٹھا نیند سے وہ یک بیک
بوسون کے لینے سے جو گھبرا گیا

بزم مین بٹھلایا نہ مجکو کبھی
روز تیرے گھر مین تاین آیا گیا

ہجر مین اوس غیرت خورشید کے
عرش کے اوس پار پاسینہ لاگیا

طنز سے شیرین کے یہ اوسنے کہا
دل کا تیرے مدعا مین پا گیا

آدمی کو خاک سے پیدا کیا
دیکھیے ادنا کو کیا اعلا کیا

کیا کہون الفت نے مجھے کیا کیا
دل کو شعلہ آنکھ کو دریا کیا

قد رعنا بڑی زیبا نے ترے
…ا ہے عالم کو تہ وبالا کیا

زخم کا ناسکام تیرے ٹھہرا نہ آہ — سوزنِ عیسیٰ نے گو بخیا کیا

کر دیا بیچین اوسکے کان کو — میرے دل نے جب کبھی نالا کیا

شیشہ پتھر کو بھی دیتا ہی کوئی — دل دیا اوسکو بہت بیجا کیا

شب کو ٹھوکر نے تری ہنگامِ رقص — فتنۂ محشر عجب برپا کیا

ناصحا تقدیر پر کیا اختیار — تجھکو دانا مجھکو دیوانا کیا

اوٹھ گیا پردہ زمین سے تا بعرش — دیدۂ دل ہمنے جسدم وا کیا

دید کی حسرت میں مرنے کے وقت — زیرِ خنجر خوب نظارا کیا

شکر ہر دم اوسکا کرنا چاہیے
جسنے ای شیرین تجھے گویا کیا

کون ہی جو رخِ محبوب پہ مائل نہوا — کون وہ دل ہی جو نظارے سے بسمل نہوا

دھجیان چاکِ گریبان کی اوڑا دونگا میں — حشر کو ہاتھ میں گر دامنِ قاتل نہوا

روشنی مہر کی ذرّے سے بھی کم ہوجاتی
خیر گذری جو ترے رخ کے مقابل نہوا

قیس کہتا تھا یہی ناقۂ لیلی سے کہ ہاتھ
پردۂ چشم مرا پردۂ محمل نہوا

زلف نے میرے پھنسا ہی میں نکی کو تاہی
شوقِ آزادی سے پابندِ سلاسل نہوا

خاطرِ یار میں کس طرح گرہ رہ جاتی
اپنے قبضے میں مگر عقدۂ مشکل نہوا

عشق کی راہ میں فی الاہی قدم شیریں نے
چشم آئینہ تو ہے گو ابھی کامل نہوا

جلوہ گر جب کہ ان کا اوس کے بالا ہو گیا
شعلہ میرے شوقِ خاطر کا دوبالا ہو گیا

منزلِ مقصد کو پہنچا کر کے طے دشتِ طلب
شاہدِ عادل ہر اک پاؤں کا چھالا ہو گیا

اے ہمائی میرے دل کی اوس سے بھی شوخ ہے
حلقۂ زنجیر مجھکو اوسکا بالا ہو گیا

کوچۂ دلدار کی جب سے گدائی میں نے کی
فیض سے اوسکے کمل کا دوشالا ہو گیا

جلوۂ قمر جب ہوا وہ مردمِ چشمِ جہاں
دیکھا اندھے نے تو وہ بھی آنکھوں والا ہو گیا

اگرچہ مسند دل ہی درد سر کی دوا
لیک گھسنا ہی درد سر دیکھا

اوس سے خالی نہین ہی کوئی مقام
ہر جگہ یار جلوہ گر دیکھا

آب و آتش سے کچھ نہین ہی ہراس
اپنے ہی دل کا یہ جگر دیکھا

کام شیرین کا آگیا رونا
خوب آنسو کو خوش گہر دیکھا

یار کو ہمنے اک نظر دیکھا
جلوۂ حق کو طور پر دیکھا

کسکو تاب آئے اوسکے جلوے کی
ہوشیارون کو بیخبر دیکھا

تیغ جبدم میان سے نکلی
سینۂ عشاق کا سپر دیکھا

شور ہوا اوسکی لن ترانی کا
حشر برپا ہوا جدھر دیکھا

ہشگئی زلف منہ نظر آیا
رات گذری یہ رخ سحر دیکھا

لب معشوق تیر تھا اوسکا
خستہ ہر ایک کا جگر دیکھا

محفل یار مین بجز شیرین
جسکو دیکھا شگفتہ تر دیکھا

پاس گر مجکو نہ بٹھلائیے گا — آپ بھی تنہائی سے گھبرائیے گا

سر مرا آپ نہ سہلائیے گا — بھیجا اس جان سے کیا کھائیے گا

کیجیے آزردہ مجھے جی بھر کے — پر خفا مجھسے نہ ہو جائیے گا

نوش سب نعمت دنیا کیجیے — رحم مجھپر نہ کبھی کھائیے گا

ہے اشارہ ہی کفایت مجکو — بات کچھ منہ سے نہ فرمائیے گا

کیا کدو آپ نے ٹھہرایا ہے — میرے سر کی نہ قسم کھائیے گا

لے گئے باغ نہ ہمراہ مجھے — اپنی کرتوت کا پھل پائیے گا

گھر مین جو آئے تو آنے دیجیے — گھر کسی کے نہ کبھی جائیے گا

غیر کے ہاتھ سے ملوا کے حنا — خون مری آنکھون سے برسائیے گا

کلام کرتے رقیبوں سے ہین وہ بت شیرین
تو پاس غیروں کے منظور رہنا ہی کیا خوب

پاس آتا نہین مدت سے تمہارے وہ آہ
دیگا تسکین دل بیتاب کو اپنے وہ کب
ہوگا دل شاد مرا یار خدایا کس دن
جلوۂ حسن خداداد دکھائے وہ کب
جب محبت سے لیا نام تمہارا مین نے
دوست سب جتنے تھے میرے ہوگئے دشمن سب
وصل بت کی مین شب ہجر مین کرتا ہون دعا
سن ہی لیویگا کبھی عجز کو میرے وہ رب

رخ سے شرمندہ ہی مہ چشم سے نرگس ہی خجل
کیا صفت لب کی ہو شیرین ہی عجب ہین وہ لب

یہ دل ہی مراد یار محبوب
جان پر بھی ہی اختیار محبوب
رخسار ہین گل تو زلف سنبل
خوش رنگ ہی یہ بہار محبوب
سینے مین رہا مدام بسمل
جو دل نہوا شکار محبوب

ناحق ہی شکایتِ تظلم
دنیا مین یہی ہی کارِ محبوب

گر دم ہو وہ ابروِ خمیدہ
یہ زلفِ سیہ ہو مارِ محبوب

آنکھین نہ کھلینگی حشر کے دن
ماریگا جو انتظارِ محبوب

شیرین سے ہی صاف دل ہمارا
لیکن نہ گیا غبارِ محبوب

قاصد اب تک جو نہین لایا جواب
بالیقین اوسنے نہین پایا جواب

وصل کا طالب مین اک مدت سے ہون
تمنے خاموشی کو ٹھہرایا جواب

کچھ تو اب فرمائیے لا و نعم
ہی مناسب آپ کو دینا جواب

بوسہ مانگا مین سنے وہ کہنے لگا
دون تری اس بات کا مین کیا جواب

کیون نہو اوس شوخ کو استغنا غرور
سارے معشوقونمین ہی وہ لاجواب

خوش نہین آئینہ ہر دم دیکھنا
ہی تحیر کا یہی بیدا جواب

نام شیرین ہے گرو ناسپر لحاظ
تلخ پھر دیتے ہو کیون سے جواب

زنجیر مین نے در کی ہلائی تمام شب
گھر سے صدا نہ اوکی آئی تمام شب

تڑپا کیا مین درد غم انتظار مین
صورت نہ بیوفا نے دکھائی تمام شب

کل غیر سے اونھون نے کلائی جو ٹونکی
اس رشک سے نہ مجھکو کل آئی تمام شب

جس گل کی آرزو مین سر شام سو رہا
شکل اوسکی خواب مین بھی نہ آئی تمام شب

اللہ رے صبح عید کی زینت کا اہتمام
پھولون مین محرم اونے بسائی تمام شب

دیدار کا خیال رہا مجھکو خواب مین
پر طرفہ یہ کہ نیند نہ آئی تمام شب

ہر چند مین نے اوس سے لگاوٹ بہت سی کی
کرتا رہا وہ لے وہ رکھائی تمام شب

ہنستے ہوئے رقیب کو دیکھا جو اوسکے ساتھ
اشکون کی مین نے ندی بہائی تمام شب

آنکھیں خیال یار مین در سے لگی رہین
شیرین نے اونسے شکل دکھائی تمام شب

دل ہوا تمپہ مبتلا صاحب — یہ بھی قسمت کا تھا لکھا صاحب

یہ مزہ تم جو رہتے ہو سو ملا — دوستی کا مجھے مزا صاحب

جانتے تھے کہ باوفا ہو تم — دیکھ لی آپ کی وفا صاحب

یک بیک غیر کے لگانے سے — ہو گئے مجھسے تم خفا صاحب

غیر سے میرے ہی جلانے کو — آپ ملتے ہین برملا صاحب

پاس غیرون کے شوق سے بیٹھو — لو مین جاتا ہون اب اوٹھا صاحب

بے تکلف ہر ایک سے ہین آپ — دیکھ لی آپ کی حیا صاحب

ساتھ غیرون کے تمنے کی جو ادا — سر پہ آئی مرے قضا صاحب

ق

آپ سے آپ ہی خفا شیرین — اوس سے رہتے ہو کیون خفا صاحب

کیا قدیمون کی قدر ہو تمکو — تم ہو بیگانہ آشنا صاحب

تھا یہی عہد و قول شیرین سے — اس طرف دیکھیے ذرا صاحب

سنتے سنتے وہ بگڑ جاتے ہین اب آپ سے آپ
پھر خوشامد مین جوش آتی ہی کب آپ سے آپ

جان نکلی ہوئی آجائے تن بیجان مین
گر بلا دیوین یہان آکے وہ لب آپ سے آپ

گالیان دینے لگے جانے کو طیار ہوے
ایسے رنجیدہ ہوئے مجھسے وہ شب آپ سے آپ

معتقد تب مین ترے صدق کا ہونگا اے دل
کام جب میرے سنور جائینگے سب آپ سے آپ

ہی گنہگار ترے دل مین ہی نور ایمان
بخش ہی دیگا شیرین کو وہ رب آپ سے آپ

مہربان ہوگا جو وہ رشکِ قمر آپ سے آپ
دیکھنا آئیگا بیشک مرے گھر آپ سے آپ

گرمجوشی سنے جو اوس کی ہی تاثیر
خشک ہونے لگے اب دیدۂ تر آپ سے آپ

آتشِ عشق کو سینے مین چھپائین کب تک
دلمین ہی سوز تو نکلینگے شرر آپ سے آپ

اس سبب سے مین اونھین شمس و قمر کہتا ہون
میرے گھر آتے ہین وہ شام و سحر آپ سے آپ

اشک باقی نہ رہا ہجر مین روتے روتے
اب نکلتے ہین مرے لخت جگر آپ سے آپ

اختلاط آپکا ٹر ھتا ہی رقیبون سے مدام
دیکھو مرجائے نہ یان کوئی بشر آپ سے آپ

شعر شیرین کی وہ بندش ہی کہ کہتے ہین عدو
کسکو ملتی ہی بھلا ایسی ظفر آپ سے آپ

قاتل خلق ہی تمھاری بات
تیغ بران ہی یا کٹاری بات

تیر کی طرح چھید کر سینہ
دل مین کرتی ہی زخم کاری بات

پھرون سرگوشیان ہین غیرون سے
ایک سنتے نہین ہماری بات

کاٹ کرنے مین ہی زبان تلوار
میرے قاتل کی ہی کٹاری بات

دب گیا مین سنا جو بت کا سخن
کوہ ہندو ہی یا کہ بھاری بات

بوسہ دینے مین عذر کرتے ہین
بیوفائی کی ہی یہ ساری بات

کیا ہی صانع کا ہی یہ فضل و کرم
جسنے شیرین کی ہی سنواری بات

وصل اغیار سے بگڑی ہی ہوا آج کی رات
گھر مین اوس بت کے نہ بھیجے خدا آج کی رات

بوسہ دیکر مسی آلودہ لبون کا اوسنے
نقد ایمان کو مرے لوٹ لیا آج کی رات

وصل کے چاہنے والون کو شب قدر ملی
دیکھیے کسکی ہو مقبول دعا آج کی رات

پیچ مین لائی اوسے جسکی خطا کچھ بھی نہ تھی
یار کی زلف نے اندھیر کیا آج کی رات

سیج پھولونکی بچھاتا ہون بامید وصال
چاندنی چھٹکی ہے چلتی ہے ہوا آج کی رات

لام گیسوی سیہ پر جو کیا دل مائل
شیخ بھی تارک اسلام ہوا آج کی رات

شاد ہم سے اوس لب شیرین کا تصور جو بندھا
آب شیرین بھی نہ شیرین نے پیا آج کی رات

بار ہا درمیان مین آئی بات
اوسکے دل کی کبھی نہ پائی بات

کی بناوٹ بہت سی باتون مین
پر کہین چھپتی ہے بنائی بات

فتنہ انگیز ہے وہ شوخ ایسا
شہد کی زہر کر دکھائی بات

دیکھو اوسکی زبان درازی کو | ایک کے بدلے سو سنائی بات
وہ نشیب و فراز کیا جانے | کسی عیار نے سکھائی بات
بوسہ مانگا تو سارے عالم مین | خوب اوسنے مری نچائی بات

تجپہ شیرین ہوئی متانت ختم
دل کی لب تک کبھی نہ آئی بات

ساغر چلا اودھر تو دما دم تمام رات | رویا ادھر مین صورت شبنم تمام رات
ہمکو تو ایکدم بھی رسائی نہو نصیب | جلسے رہے رقیبون کے باہم تمام رات
کانٹون پہ لوٹتا مین رہا فرط رشک سے | سویا وہ ساتھ غیر کے باہم تمام رات
انصاف سے بعید ہوا ای سنگدل یہ بات | ہم رنج کھینچین تو رہے خرم تمام رات
تم خندہ زن تھے غیر سے باہم تمام شب | گذری مجھے بدیدۂ پرنم تمام رات
تم جس جگہ ہو شمع کو وان کب ہو فروغ | محفل تھی تمسے نور کا عالم تمام رات

شیرین سے درد سر تھا جو تمکو سو وہ چلا
اب سونیے گا چین سے بیغم تمام رات

ساقی چمن مین آکے تری یاد ہی بہت
ساغر ہی مے ہی سرو ہی شمشاد ہی بہت

بعد فنا بھی ڈھونڈھتا پھرتا ہون آپکو
خاک لحد مری ہوئی برباد ہی بہت

ہو گی خراب ہستی معمورہ ایک روز
ویران ہی عاقبت کو جو آباد ہی بہت

ابرو کی تیغ خنجر مژگان سنبھال کر
آمادہ میرے قتل کو جلاد ہی بہت

نام خدا وہ حسن گلوسوز ہی ترا
حیران تری شبیہ مین بہزاد ہی بہت

الجھا جو تیری کاکل پر خم کے پیچ مین
مایوس چھوٹنے سے وہ آزاد ہی بہت

بلبل نہ شاخ گل پہ تو کر اپنا آشیان
پھرتا تری تلاش مین صیاد ہی بہت

بہر خدا غرور نہ شیرین سے کیجیے
مانا کہ تمکو حسن خداداد ہی بہت

افسانہ ہجر کا بھی اوسے یاد ہی بہت
جو آرزوی وصل مین دلشاد ہی بہت

سب بے موت اوسپہ مرتے ہین جانباز سیکڑون
وہ قاتل جہان ستم ایجاد ہی بہت

تاخیر کیجیے نہ شب وصل مین صنم
مضطر ہمارا یہ دل ناشاد ہی بہت

بچتی ہوئی نظر نہین آتی ہی جان زار
سرگرم قتل آج وہ جلاد ہی بہت

دلچسپ شعر ہوتے ہین کیا ہی بفضل رب
شیرین تو شعرگوئی مین استاد ہی بہت

دکھاتا ہی ہمین کیا اپنی اب بہار بسنت
پھلاتا سرسون ہی آنکھون مین ہشیار بسنت

عجب بہار کا موسم یہ ابکی سال آیا
کہ صوفی کرتے ہین ہمراہ بادہ خوار بسنت

بنے ہین سب در و دیوار زعفرانی آج
زہے نصیب کہ گھر میرے لایا یار بسنت

کہین سمن ہی کہین نازبو کہین صد برگ
کھلی چمن مین ہی کیا خوب پر بہار بسنت

ہوس نہ روضہ پہ جانیکی کچھ میلے مین
دکھایا تمنے زلیخا کے ایک بار بسنت

الجھے کل برق پلک مارتے مین جاتا ہی
ہوا کے گھوڑے پہ آیا ہی کیا سوار بسنت

تم انکی فصل مین گھیراج کا سمجھو گھنا
کہان یہ حسن کہان پھر یہ اپنی نگار بسنت

صبا یہ کہنا تو اوس گل سے تیری دوری مین
ہماری آنکھون مین کھٹکے ہی بونکے خار بسنت

عجب نہین ہی کہ اپنی بہار زمانہ کی
گلے مین شیرین کے پہنانے لاکے ہار بسنت

دل پر رہی جو اونکی کلائی تمام رات
کیا بیکلی کو میری کل آئی تمام رات

بیخود کیا جو ساغر صہبای چشم نے
زلف معنبر اوسنے سونگھائی تمام رات

اوس شعلہ رو کو غیر سے تھین گرمجوشیان
فرقت مین اوسنے جان جلائی تمام رات

رو رو کے دن تو کٹ گیا فرقت مین یار کی
نالون نے میرے دھوم مچائی تمام رات

پہلو مین تھا جو یار تو یہ محو ہم ہوئے
اپنی کہی سنی نہ پرائی تمام رات

کیفیتین اوٹھائین ترے ساتھ ہمنے خوب
بیخود کیا شراب پلائی تمام رات

ہم نے تو شب فراق مین اختر گنا کیے
افشان جبین پہ اونسے جمائی تمام رات

تقریر پڑھتے پڑھتے شب وصل کٹ گئی
مطلب کی بات اونسے اوڑائی تمام رات

تھا ہمکنار ہمسے جو شیرین وہ ماہرو
چھوٹی عدو کے منہ پہ ہوائی تمام رات

ردیف تای ہندی

شب کو وہ شوخ مرے پاؤن کی پا کر آہٹ
بولا گھبرا کے کہ ہی ہی مین کدھر جا بلہٹ

غیر کے سینے پہ کھلا کے مجھے کھاپا کون
فرط غیرت سے جگر کیون نہ مرا جاوے پھٹ

وہ رخ و زلف نہ مجھے جلد دکھادے یار آب
سحر و شام لگی رہتی ہے اس بات کی رٹ

منع ہر کام مین تعجیل ہے لیکن بخدا
عمل خیر کی تعمیل ہے واجب جھٹ پٹ

کیون نہ دن رات کرون سجدہ مین اوسکے دیر
قبلہ و کعبہ ہے دلدار کی محبکو چوکھٹ

اشتیاق شانے کا ہوتا ہے نہین زلف سے خوب
لاکھون جی جا مین نکل ایک بھی کھلجای جو لٹ

دیکھو آئینے کا رو و پشت ہی یکساں صاحب
صاف باطن نہیں رکھتے ہیں کبھی بھی کج پٹ

دن کو اندازِ صفائی کو میں کیونکر مانوں
رات کے وقت جو لے میری طرف سے کروٹ

سارے انداز و ادا خوب ہیں اوسکے شیریں
پیار سے شب کو گلے میرے گیا آ لپٹ

ردیف ثای مثلثہ

عشق میں تیرے ہوا جی مرا برباد عبث
تو نے الفت سے کسی دن نہ کیا یاد عبث

صدمۂ فرقتِ شیریں تھا مناسب سہنا
مر گیا تیشے سے سر پھوڑ کے فرہاد عبث

گر تمہیں جانتے ای جانِ جہاں دشمنِ جاں
آہ و نالے سے نہ کرتے کبھی فریاد عبث

کسی عاشق کی نہ معشوق کو کچھ قدر ہوئی
وای صد وای کسی نے بھی نہ دی داد عبث

قدرِ عاشق نہیں معشوق کو بھلا شیریں
واجب الرحم پہ کرتے ہیں یہ بیداد عبث

کیا کرتے ہو اولٹی ہمسے تم تقریر کیا باعث
رہا کرتے ہو ناحق ہمسے کیون دلگیر کیا باعث

مہیا سب طرح کا عیش ہے پر اونکے آنے مین
ہماری اب نہین چلتی کوئی تدبیر کیا باعث

مرے دلبر کی صورت دیکھکر بہزاد و مانی
ہے ہیچو بسان صورت تصویر کیا باعث

شکایت اونکی لکھنے مین زبان خامہ ہے عاجز
کہ بڑھتی جاتی ہے گھٹتی نہین تحریر کیا باعث

کمال عشق شیرین ہوگیا مشہور عالم مین
ڈلے اوسکی نگہ مین کچہ نہین توقیر کیا باعث

رنج اوٹھائے دل پھنسا کر الغیاث
جا ملا دشمن سے دلبر الغیاث

تیغ ابرو سے تو ہون مین خستہ تن
اوسپہ ہین تیر مژگان کے خنجر الغیاث

تیر غمزہ نے ترے ناوک فگن
میرے سینے مین کیا گھر الغیاث

جی پہ اپنے سیکڑون صدمے سہے
دل تجھے دے کر ستمگر الغیاث

اوسکے کوچے مین صدا پھر کر روا
سیکڑون کرتا ہون چکر الغیاث

ناصحا تیری نصیحت ہی فضول
ہو گیا دل مثل پتھر الغیاث

ٹالتا ہی میری باتون کا جواب
دیدہ و دانستہ مشکل الغیاث

خاک مین ملجائین یہ غمازیان
وہ ہوا ہے مجھسے مکدر الغیاث

رسم ہی یہ مذہب عشاق کی
کرتے ہین شیرین یہ اکثر الغیاث

ردیف جیم کی

آمد کی ہی یہ کسکی مسرت چمن مین آج
پھولے نہین سماتے ہین گل پیرہن مین آج

تنہا ہوا ہی امرد فرنگ کا اوسکے چہرے پر
ہی رنگ وہی شمع سپید انجمن مین آج

بولی یہ بوی گل جو ملا تمنے عطر گل
مدت کے بعد پہونچی ہین اپنے وطن مین آج

کس زلف مشکبو کی ہی اسد رجہ بوی خوش
جسکا کہ شور روز و رہی شہر ختن مین آج

کسطرح ہو یقین کہ وہ ہی مجھسے صاف دل
سو سو شکن ہی جبہۂ سیمین بدن مین آج

گلشن مین کسکا قامت زیبا نظر پڑا
ہی جسکا شور سرو مین او نارون مین آج

کب یہ کلام مین کسی شاعر کے ہی مزہ
شیرین جو ذائقہ ہی تمھارے سخن مین آج

حسن نے نمار نہین لعل و گہر کا محتاج
کب ہی رخسار ترا وصف بشر کا محتاج

ہر بن مو سے نکلتے ہین شرارے خون کے
سوز پنہان نہین کچھ دیدۂ تر کا محتاج

روی روشن ہی ترا جب سے مرے پیش نظر
مین نہین نام خدا شمس و قمر کا محتاج

نگہ لطف و غضب سے ہی مری موت و حیات
قتل کو میرے نہو تیر و تبر کا محتاج

جسکو معشوق بنائین وہ مرے لوگون سے
ہووے نہان نہ کبھی ایسے بشر کا محتاج

صبر ہجر کیا اب ضبط نہین ہو سکتا
تا بہ کی رہیے دعاؤن کے اثر کا محتاج

یاد ہین ظلم و ستم غمزہ و انداز و ادا
میرا معشوق نہین کوئی ہنر کا محتاج

آرزو دل مین کسیطرح کی باقی نرہی
ہان مین ہون تجھسے عنایت کی نظر کا محتاج

ہو سخن مین یہ خداداد حلاوت پیدا
قول شیرین نہین کچھ شہد و شکر کا محتاج

ہو کس سبب سے نہایت ترا مزاج	سچ کہہ کہ مجھسے کسلیے تو نے کیا مزاج
ہو جائین سیکڑون کہین منتین	لیکن نہ ہمسے آپ کا سیدھا ہوا مزاج
ادم ہوئے ستھے ہمسے بہت کل بگڑ کے تم	بیوجہ آج آپ کو پھر آگیا مزاج
ال ہو تو سبھی کرتے ہین کیا کیا وہ میرے ساتھ	ناز و کرشمہ عشوۂ و غمزہ ادا مزاج
بہر خدا قصور ہمارا معاف ہو	سیدھا رہے ہماری طرف سے سدا مزاج

شیرین کو تیری الفت ظاہر نہین پسند
باطن مین رکھیے صاف برای خدا مزاج

بیہوش اسقدر ہون فراق صنم مین آج	نے جان ہے میری جان مین نے دم ہے دم مین آج
ا ہو وای ہم تو بھول گئے لطف زندگی	کیفیت اجل ہے تمہارے ستم مین آج
باتون مین اختلاف بیانی عیان ہوئی	کیون ہمکو شک نہو ترے قول و قسم مین آج
تاثیر عشق نام اسیکا ہے دیکھ لو	غمگین زیادہ مجھسے ہو تم میرے غم مین آج

دونون تمھارے عشق مین خانہ خراب ہین	نے گبر دیر مین ہی نہ زاہد حرم مین آج
کیا پوچھتے ہو ہمدمو جتنا بیان مری	ہون مبتلا فراق کے رنج و الم مین آج
ہر ہر قدم پہ جاگ اوٹھے خفتگان خاک	دیکھا نیا اثر یہ تمھارے قدم مین آج
شیرین لکھا ہی چہرۂ رنگین کا کسکے وصف	گل ہین کھلے ہزار جو شاخ قلم مین آج

ردیف جیم فارسی

دلِ وحشی تھا ترے زلف پریشان کے بیچ	ڈھونڈھتا پھرتا تھا مین کوہ و بیابان کے بیچ
شاد کیون جنبشِ ابرو سے نہو جان حزین	تیغ بران ہی مرے کام مین اس آن کے بیچ
رخ انور کا ترے دھیان ہمین ہی دلمین	شکل یوسف نظر آجاتی ہی کنعان کے بیچ
جلوۂ حسن ترا دیکھکے ای ماہ منیر	جان آجاتی ہی میرے تن بیجان کے بیچ
خال مشکین یہ نہین مصحف رخ پر تیرے	قدرتی نقطے نظر آتے ہین قرآن کے بیچ
سرخی پانکی حنا کی لہو لوٹتی ہے	ہاتھ ململکے مین رہ جاتا ہون ارمان کے بیچ

بر کے ہاتھ کا تیر نہین کھاتا ہرگز ‌ — ہمکو شک ہو کہ نہ دیکے کوئی کچھ پان کے بیچ

چشم بد دور عجب حسن ہے ماشاء اللہ — قدرت حق نظر آتی ہو تری شان کے بیچ

مین فرہاد نے تیشہ نہ سر پر مارا — آتی ہو درد صدا شیرین کے کچھ کان کے بیچ

ردیف ح کی

شمس و قمر نہین رخ دلدار کیطرح — شمشاد ہو نہ سرو قد یار کیطرح

مشتاق دید رہتے ہین ہر وقت سیکڑون — مجمع ہو کوی یار مین بازار کیطرح

ہو یہ اثر تمھاری ہی انکھون کے سحر کا — بیمار ہون مین نرگس بیمار کیطرح

بوسے کے اشتیاق مین حسرت کی انکھ سے — ہم انکے منہ کو تکتے ہین ناچار کیطرح

مرتے ہین ہم نہ جیتے یہ وعدے ہین آپ کے — اقرار کی طرح ہو نہ انکار کیطرح

حیران ہین مثل آئینہ تقریر سے تری — طوطی کہان سے لائے یہ گفتار کیطرح

جسدن سے عشق اک بت بیدین کا ہوا — سبحہ گلے مین ہو مرے زنار کیطرح

ہر اک قدم پہ گنج شہیدان بنائے ہین
کیا خوب آپ چلتے ہین تلوار کیطرح

نکلے ہی کب نکالے سے موی مژہ ترا
دل مین کھٹک رہا ہو مرے خار کیطرح

ہی اشتباہ کاہکشان اونکی مانگ پر
گیسو مین آ گئی ہو شب تار کیطرح

چھو کر کے زلف یار کو شیرین نے جو چھوا
ہی پیچ و تاب مین وہ ابھی مار کیطرح

وہ شوخ میرے گھر مین نہ آیا کسیطرح
مجکو بھی اپنے گھر نہ بلایا کسیطرح

گو اشتیاق دید مین ہم جان سے گئے
برقع سے اوسنے منہ نہ دکھایا کسیطرح

کھینچی ہزار طرح کی تکلیف پر کبھی
اوسکا مزاج ہمنے نہ پایا کسیطرح

اوس قد رشک سرو بہشتی کے سامنے
شمشاد باغ مجکو نہ بھایا کسیطرح

خمیازہ خمار سے حالت ہوئی تمام
اک جام مے نہ مجکو پلایا کسیطرح

چاہا کہ مجکو [illegible]
پر سر کا بھی نہ کھیل چلایا کسیطرح

رکھی نہ آستین مری آنکھون پہ رحم سے
روتا بھی دیکھکر نہ ہنسایا کسیطرح

دنیا کی چیزین شوق سے کھاتا ہی برملا
حاشا کہ مجھپہ رحم نہ کھایا کسیطرح

اہو واہ حق خدمت شیرین مٹادیا
اوسکا ملال دل نہ مٹایا کسیطرح

ردیف خے کی

آستین ابرو ہین تل نقطے ہین قرآن ہی وہ رخ
ان دلیلون سے تو بیشک مرا ایمان ہی وہ رخ

برگ گل ہونٹھ ہین گل گوش ہین نرگس آنکھین
زلف سنبل ہی دہن غنچہ گلستان ہی وہ رخ

روی جانان کی یہ تشبیہ نئی دی ہمنے
سرو سے قد پہ عجب اک گل خندان ہی وہ رخ

اوڑتے ہین ہر طرف افشان کے سنہرے ذرے
اسلیے کہتے ہین ہم اوسکو زرافشان ہی وہ رخ

شمع کیطرح سے منہ چار طرف ہی اوسکا
عاشقون کیلیے کیا صاحب جہان ہی وہ رخ

کیون نہ ہو داغ سویدا مرا رشک خورشید
مہر و مہ سے بھی فزون لمعہ درخشان ہی وہ رخ

کوئی ثانی نہین لاثانی ہی یکتا ہی وہ
دیکھ آئینے مین شکل کو حیران ہی وہ رخ

ذرا آفتاب کی تابش نہ ماہتاب کی تاب | جہان ہو تیرا چمکتا ہوا ظہور پسند
یہ کام شب غم ہجران سے خوب ہی مجکو | مین ایسے غم مین بھی خوش ہون کہ ہون [illegible] پسند

دکھا کے دل انھین ہر بار ہم یہ کہتے ہین
یہ جنس شیرین ہو کر لین اے حضور پسند

بہار مین تو نکر قصد گلستان صیاد | روا نہین ہی تجھے صید بلبلان صیاد
قیام باغ مین ہی پانچ روز بلبل کا | لگا ہی پھر وہی اندیشۂ خزان صیاد
اسیر ہونے مین یہ دفعہ ہی دلکو لگا | پھرائے دیکھیے قسمت کہان کہان صیاد
ضعیف ہی وہ بہت قید کا خیال نکر | سزا ہی دام نہین صید ناتوان صیاد
تو اپنے ہاتھون سے ملتا ہی پھر گھڑی گھڑی کو | [illegible] ہوا نگہ سے بلبل کی [illegible] صیاد
عجیب طور اسیری کا تو نے سیکھا ہی | لگاتا راتون کو ہی دام تو نہان صیاد
[illegible] دام [illegible] نہان [illegible] | [illegible] تجھے گر [illegible] آسمان صیاد

ہی دعا خالق جان کیے مری صبح و مسا
تجہکہ نہ دکہلاے تجہے ربح و عنا میرے بعد

تمسے تمسے مین یہ کہتا ہون کہ اے سادہ رخو
نام میرا نہو انگشت نما میرے بعد

نیک بدلا تمھین دیویگا خدا ہی عالم
کیجیو میری شفاعت کی دعا میرے بعد

تنہ دکہانا تو تکلف ہی مرے سر کی قسم
تم دکہانا نہ کسیکو کف پا میرے بعد

نیکنامی مری تا زیست ہی عالم مین
کیجیو یار خلا وس سے سوا میرے بعد

کیا عجب ہی کہ مرے رتبہ عالی کے سبب
ہڈیان کہلئے مری سگ کے ہما میرے بعد

جان جائیگی اگر اوس گل کی وفا مین شیرین
خار دیگا اثر مہر گیا میرے بعد

دعا سے لب نکر اے بیخبر بند
سخن اے نادان دریوزہ مکر بند

نکر اندیشہ روزی حندا را
تمھین بس ہی وہ اگر ہوا یک در بند

نہ ترقب تیر سے ہو گے آشکارا
زبان عیب جو حق ہووا گر بند

ردیف ے کی

مائل نہو جہان کے نقش و نگار پہ
قائم یہ ہو رہا نہیں اپنے قرار پر

دنیا کا اور شراب کا ہی ایک ہی حساب
کرتے ہیں آرزو سب اسی اعتبار پر

محفل میں سب کو دیتے ہیں بھر بھر کے جام وہ
تو نہ نظر نہیں بھی ہمارے خمار پر

کس آرزو پہ اپنی کرے کوئی جان نثار
امید فاتحہ بھی نہو گر مزار پر

بلبل کو گل کے ساتھ ہو ہر دم کنار و بوس
لوٹوں میں اس حسد سے بھلا کیوں نہ خار پر

فرقت میں ناتوانی کا اظہار کیا کروں
گل سنگ سے سوا ہے مرے جسم زار پر

ٹھوکر لگا دے مجھکو بھی شاید وہ رحم سے
رہتا پڑا ہوں اسلیے میں رہگذار پر

دیکھے گا اسطرف بھی کبھی چشم لطف سے
ثابت اگر وہ شوخ ہوا اپنے قرار پر

شیریں کے داغ دل ہی کو پیدا کیا تو پھر
کیا کام مجھکو ان سے کہ ہو بہار پر

پڑتی ہو اگر تیغ ستمگر کی کمر پر — تو ہم بھی کفن باندھے ہوے پھرتے ہیں سر پر

اوس ماہ نے اپنا رخ پر نور دکھا کر — کیا داغ خجالت کا لگایا ہے قمر پر

کرتے ہو کبھی دن کا کبھی رات کا اقرار — وعدے کو یونہیں ٹالتے ہو شام و سحر پر

ہیرے کی طرح دیکھنا گر جاوینگے اک دن — پیشانی رگڑتے ہی گر پڑتے ترے در پر

بے فائدہ کیوں ہمکو جلاتی ہے عبث تو — آی آہ بھروسا ہی کسے تیرے اثر پر

فرقت میں تجھی سی کرتا ہوں تو نون کی تسلی — رکھتا ہون کبھی دل پہ کبھی ہاتھ جگر پر

کس کس پہ عمل ہم کرین ناصح ہوے ہمدم — سودا کا بڑا زور ہے اور شور ہے سر پر

کیا تو نے گرایا ہے ہمیں خاک سمجھکر — چڑھتے نہیں افسوس جو ہم تیری نظر پر

دولت کی تمنا ہو نہ کچھ خواہش نعمت — ہم نام پہ جان دیتے ہیں مرتے نہیں زر پر

پھرتا ہوں لیے دل کی گل کے تجسس میں صبا وار — بلبل کی طرح ٹھہرا نہ اک گل کے شجر پر

پھر تو کس کے ہمیں آنے کی کھا میں بوجب بتلا — کیا آپ ہی کیا تاب ہی ایسی عمل گر

فرقت نے صبر پاک کر دیا عالم حیات کا
صدای صور کا شک ہی جہان کو میرے شیون پر

ن کو ناچکے ہو حضرت دل کس طرح مانون
کسیکو اعتبار آتا نہین ہی قول دشمن پر

ان چھری کا ہی خون مجھ عاشق جانباز کے قاتل
شہادت نامہ یہ مین نے لکھا ہی تیرے دامن پر

مجھو خاکساری اسکو اکسیر خالص ہی
ملا کرتے ہین جو خاک در جانان کو ہم تن پر

باری آنکھ سے گرتے نہین شبنم کے قطرے
نچھاور کرتے ہین موتی تمہارے ودی دشمن پر

نظر مین جب سے شیرین کی تمہارا روی رنگین ہی
نہین پڑتی ہی آنکھ اوسکی گل شاداب گلشن پر

فصل گل ہی ہر طرف چھایا ہی ابر
مژدۂ عشرت مگر لایا ہی ابر

ظاہرا گو رعد بیابان پر فدا
رحم کھا کر رہا سایا ہی ابر

میکشون کو تھا نہایت انتظار
بعد مدت حق نے دکھلایا ہی ابر

ساقیا لا ساغر صہبا شتاب
دیکھ تو کس لطف سے آیا ہی ابر

سچ ہی شیرین بہر اطفال نبات
حکم ایزد سے بنادایا ہی ابر

خدا جانے کیا اوسکو ہم سے بیر — کہ سنتا ہی ہر وقت وہ قول غیر
کہون کس طرح سے مین اب حال دل — کہ مطلق نہین اوس سے امید خیر
غم و رنج اتنا دیا ہی ہمین — خوش آتا ہی کھانا نہ بہاتی ہی سیر
بہت چاہا مانی نے کھینچون شبیہ — بنی اوس سے مطلق نہ تصویر بیر
صفت پھر ہو احمد کی کس سے بیان — ہوئی جبکہ عاجز زبان زبیر

نہین ہند شیرین ہی رہنے کی جا
حرم کو چلو اور چھوڑو یہ دیر

اوٹھ گیا ہی مجھے تنہا ستمگر چھوڑ کر — چشم کو تر چھوڑ کر اور دل کو مضطر چھوڑ کر
زخم غم سینے مین ناخن ہجر دل پر چھوڑ کر — صاف وہ چلتے ہوے مجکو مکدر چھوڑ کر

روز محشر تشنہ تیرے شربت دیدار کا
دیکھتا تجھکو پھریگا آب کوثر چھوڑ کر

چلے جانے میں تمھارے دل مرا جاتا رہا
جان جائیگی جو جاؤ گے مکرر چھوڑ کر

چشم و رخ سے تیرے حیران ہو عدم کو جائیے
جام کو جم اور آئینہ سکندر چھوڑ کر

دیکھ لینا دیکھنے والا جو مجھسا ہو گیا
روؤ گے آرایش پوشاک و زیور چھوڑ کر

وصل کی شب اس تکلف سے وہ آئے میرے گھر
پان کھا مسی لگا زلف معنبر چھوڑ کر

سانپ کے کاٹے کی لہریں یاد دلوانے لگا
تا کمر گیسو کو وہ ماہ منور چھوڑ کر

روتے روتے فرقت دلدار میں ہم مر گئے
عین بارش میں ہم آوارہ ہوئے گھر چھوڑ کر

کیا ہوا کس سمت کس جانب کدھر جاتا رہا
نیمچے کا ہاتھ وہ مجھ پر برابر چھوڑ کر

خسرو غیرت ہو اکدن جدا ہو جائینگے
جان کو تن اور تن کو سر اور سر کو افسر چھوڑ کر

منتظر ہو طائر کہ پھنسکر ساتھ ہی پر اڑ گیا
پھڑکیں ہاتھ میں صیاد کے پر چھوڑ کر

عاشق جانباز حسن میں کوئی مجھسا تھا
دو قدم آگے بڑھا جو سر کو اپنے چھوڑ کر

بارہا دیکھا ہی جو رنج سخت جانی نے مری
دستِ قاتل کو بھی کل جاتا ہی خنجر چھوڑ کر

سختیان سہنی تھین مجنون نے غمِ لیلی مین کیون
دشت کا پابند ہو ہر دم کا تکیہ چھوڑ کر

ہستی سے اک نور امی شیرین آپ بھی ہو وینگے مست
جسقدر موجود ہو وہ سب میسر چھوڑ کر

ہین ڈھلے سانچے مین سب اعضای یار کے
سروِ موزون ہی قدِ رعنای یار

ہی تمنای رخِ زیبای یار
کاش پھر صورت مجھے دکھلای یار

سر پہ رکھون تلوے آنکھون سے ملون
ہاتھ آجائین جو میرے پای یار

ہائے اب مجھکو نظر آتا نہین
خواب مین بھی چہرۂ زیبای یار

نالۂ جانسوز کی تاثیر سے
کیا عجب ہی گھر مین میرے آی یار

پھر مری دیکھو زبان آرائیان
سامنے اپنے اگر بلوای یار

خون کیونکر مل رقیبون کے نہون
پان [illegible] کھای یار

گنج قارون کی طرح تھو زمین مین جا بجا
اسقدر نخوت ہو کیون دنیا کی دولت دیکھکر

چشم عبرت سے ذرا تو بستی مرقد کو دیکھ
جوش ہوا کرتا ہی کیا ایوان کی رفعت دیکھکر

رات دن سکتے مین رہتا ہون یہ مشہور ہی مری
آئینہ حیران ہوا ہی میری حیرت دیکھکر

گوہر مضمون چلے آتے ہین بحر فکر سے
جوش دیا گرد ہی جوش طبیعت دیکھکر

حاسدان مبتذل کا آج دعوی کہ ہوا
بحر مین اشعار شیرین کی سلاست دیکھکر

کاش امسال منہ دکھاے بہار
خوب جی بھر کے دل ورلاے بہار

خوب نام بہار رکھو تم سا
مژدۂ وصل گل سناے بہار

صورت گل کہیں نظر آوے
داغ دل سے کے مٹاے بہار

بھی ترستا ہون باغ جانے کو
ہجر تنہا میں کیا کرے [illegible]

[illegible]

عشق کی وجہ سے مجھے بس راحت ہے	ایک دو ٹکڑے مرے بخیہ گری کا انداز
دل ہوا چاک اگر ہجر میں کیا غم ہے نصیر	اوسکو معلوم ہو سب بخیہ گری کا انداز

ردیف سین مہملہ

وفا کر بیوفائی ہو چکی بس	ادا کر کج ادائی ہو چکی بس
نہ بن ای بت بہت اتنا نہ خشک	خدا سے ڈر کھائی ہو چکی بس
جدا سر تن سے کر اکبار قاتل	تری تیغ آزمائی ہو چکی بس
کدورت کی ہوئی دیوار قائم	تجھے مجھے صفائی ہو چکی بس
عزیزوں کو بھی چشم لطف سے دیکھ	صنم یہ خود نمائی ہو چکی بس
اگر کب ناتوانوں سے بچا ہو	تمہاری میرزائی ہو چکی بس
نہ چھوٹوں گا تری زلفوں سے یا رب	قیامت تک رہائی ہو چکی بس
ہوئی ظالم ترے [illegible]	[illegible] ہو چکی بس

پھرن شہرین عشق نے کار جہم دل بخود ان کے حیا
بہر مرہم مین کرون بل سمندکی تلاش

کیسے الفاظ و معنا ہین ہم پہونچاے ہے
غور تو کیجیے شیرین ال منظر کی تلاش

آکے قاصد نے سنایا مژدۂ دلخواہ خوش
دہر مین پہنچے لپٹ کر کہے اوس سے اللہ خوش

جان حربا جلوۂ خورشید سے ہین گوشہ نشین
دل چکورون کا کیا کرتا ہے شب کو ماہ خوش

دست بستہ سامنے اونکے نہ ہین نکر پہون
کس نے دیکھا ہے گدا سے بے ادب شاہ خوش

تارک عشق بتان جب سے ہوا دل شیدا ہوا
ہمسے رہتے ہین زمانے مین خدا آگاہ خوش

رنج کے بعد از دیا کرتا ہے رحمت نے گلا
ماہ کنعان کو زلیخا کی کریگی چاہ خوش

روز و شب پیار سے کرتے رہینگے تاک جہان
خواہ نا خوش ہو وہ اپنے عاشقون سے خواہ خوش

اوسکو دیتا ہے بہت مضمون عالی کا خیال
کیون نہو اشعار شیرین سنکے سب بیگانہ خوش

رہتی ہے ہر شخص کو دنیا کی حشمت کی تلاش
نیک وہ ہے جسکو ہو عقبیٰ کی دولت کی تلاش

جو گدا ہے دوست کے در کا وہ ہے سلطان وقت
اوسکو پھر بے سود ہے سامان شوکت کی تلاش

آسمان سے ہے مقرر رزق ہر مخلوق کا
پھر عبث دنیا مین پھر ہے معیشت کی تلاش

جو کہ ہے یان فکر سے آزاد وہ آباد ہے
کیونکہ بہتر ہے تعلق سے فراغت کی تلاش

صحبت اوباش سے ہر دم کنارہ ہے ضرور
ہے اگر انسان تو کر نیک صحبت کی تلاش

عہد پیری مین تجھے مرشد سے ہین سب کرتے رجوع
کر جوانی مین دلا پیر طریقت کی تلاش

ہاتھ خالی قبر مین جاتا غنی ہے اور فقیر
ہین برابر دونون پھر بیجا ہے ثروت کی تلاش

جستجو کرکے ہوا شیرین مین اک در کا غلام
دیکھنا انصاف ہے میری طبیعت کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

ہر لحظہ ہے گفتگوی اخلاص
ہر آن ہے جستجوی اخلاص

بندہ اخلاص کا ہون مین ایسے
کرتا ہون عرض آرزوی اخلاص

اخلاص کے نام پہ ہون مرتا
پھرتا ہون یہ آرزوی اخلاص

ہی خار سے بھی زبون و بدتر
جس گل مین نہ بھئے بوی اخلاص

سو چاک پڑین اگرچہ دل مین
کیا غم ہی جو ہو رفوی اخلاص

مدت سے ہون دل سے آرزومند
اللہ دکھائے روی اخلاص

کسطرح نہ جاؤن اوسکے گھر مین
فردوس برین ہی کوی اخلاص

کیونکر نہ ہون مین عزیز سب کا
رکھتا ہون مین آبروی اخلاص

نیک اوسکی نماز ہو شیرین
کرتا ہے جو وضوی اخلاص

محفل مین اوس پری کی کرے آکے حور رقص
دل کو جگر کو جان کو بخشے سرور رقص

انداز ہی جو تیر تو شمشیر ہی ادا
عاشق کے قتل مین نہین کرتا قصور رقص

طاؤس وار ناچتے ہین مست ہوشیار
ہولی مین ہو رہا ہی جو نزدیک و دور رقص

ایسا ہو بزم مین سراپای ادا کو آج
مینای دل کو میرے کہے ہے جو چور رقص

بسمل کی طرح صاف تڑپتی ہے چاندنی
جلوہ تمھارا دیکھ کے کرتا ہے طور رقص

چکرا رہا ہون گردش لیل و نہار سے
فرقت مین کرتا ہے دل ناصبور رقص

گھنگرو کسی کے خواب مین دیکھے ہین رات کو
شیرین کے سامنے کبھی ہوگا ضرور رقص

قابو مین وہ آتا نہین تدبیر ہی ناقص
سودا مرا جاتا نہین تقدیر ہی ناقص

باتین تو بناتا ہے بہت قاصد جانان
مطلب کی سناتا نہین تقریر ہی ناقص

بہزاد نے کھینچا ہے کسی غیر کا نقشہ
اوس گل کو دکھاتا نہین تصویر ہی ناقص

زرگر سے کہو اور بناوے کوئی ہیکل
گردن مین سماتی نہین زنجیر ہی ناقص

شیرین نے بہت گل کی لگی ہین قینچیان
آنکھین وہ ملاتا نہین تاثیر ہی ناقص

گرچہ ہو شہرہ جابجا کہاں جنس اخلاص | پر زمانے میں اب کہاں جنس اخلاص
پھول جاتا ہوں شادمانی سے | دیکھتا جس میں ہوں جہاں جنس اخلاص
دشمنوں کو کہاں میسر ہی | ہی مگر رسم دوستاں جنس اخلاص
کسطرف جا کے میں تلاش کروں | اب جہاں میں ہو بے نشان جنس اخلاص
گر نہ مانو برا تو مجھے سنو | تم کرو سب سے مہرباں جنس اخلاص
ہو تا راضی ہی اپنے بندوں سے | جنمیں پاتا ہی حق سبحان جنس اخلاص
کیا کروں ہاے اسکی میں تدبیر | مجھسے رہتا ہی سرگراں جنس اخلاص
بلبلوں کو نہ منع سیر سے کر | ہی اگر تجھہ میں باغباں جنس اخلاص
دے یہ شیریں کو ایخدا توفیق | وہ کرے سب سے جاوداں جنس اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

نہ ہمکو غیر سے مطلب نہ آشنا سے غرض | فقط ہی اپنے جو دل میں شیخ مدعا سے غرض

یہ درد عشق ہے رحمت اسی میں ہے ہمکو
نہ کچھ طبیب کی حاجت نہ کچھ دوا سے غرض

خوشی جو اوسکی ہے راضی اوسیمین ہین ہم بھی
فراق کی نہ شکایت نہ کچھ جفا سے غرض

جب اپنے دل مین ٹھانی کہ بس رضا بقضا
تو پھر مراد کی خواہش نہ مدعا سے غرض

یہ کس زبان سے کہون کچھ غرض نہین مجکو
جو کچھ غرض ہے تو بیشک ہے کبریا سے غرض

سلوک عالم فانی مین کر ہر ایک سے تو
جو سود کی ہے تجھے عالم بقا سے غرض

جہان مین اہل جہان سب سے کرکے قطع نظر
ہر ایک حال مین شیرین تو رکھہ خدا سے غرض

کیون کسیکو سر چڑھاوین کیا غرض
بار غم سر پر اوٹھاوین کیا غرض

تہمت عشق اپنے ذمے دھر کے ہم
آنکھ سے آنسو بہاوین کیا غرض

محرمیت کے کوئی قابل نہین
حال کیون اپنا سناوین کیا غرض

اپنے گھر کے آپ ہین ہم بادشاہ
کیون کسیکے در پہ جاوین کیا غرض

ہم تو ہین وابستہ ذات خدا | زلف مین کیون دل پھنساوین کیا غرض
کوس حلت کا ہے ڈنکا بس ہمین | گھر مین کیون نوبت بجاوین کیا غرض
شربت دیدار جانان چھوڑ کر | خون دل بے سود کھاوین کیا غرض
بس ہے مالک کی رضامندی ہمین | خلق عالم کو رجھاوین کیا غرض
خاک سے ہین خاک ہی مین جا بسینگے | مسند اطلس بچھاوین کیا غرض
اپنی پیاری جان کو ہم بے سبب | آتش غم مین جلاوین کیا غرض
دوست کے اپنے ہین شیرین بیان مین | لب پہ ذکر غیر لاوین کیا غرض

ردیف طای مہملہ

کہتے ہین دنیا کا ہو دھندا غلط | سچ جو پوچھو ہے یہ خود دنیا غلط
اسکا سنخ و زند ہے لڑکون کا کھیل | لگ کے عاقل کے ہو رستہ پا غلط
دوست جو کہتے ہین دنیا کو بدل | اور کا ہے اضغاث ہو سپنا غلط

گو موافق ہو بظاہر یہ دنی — غور کیجے تو ہو فی المعنی غلط

دنیا و عقبی ہین دو بہنین سگی — شرع مین ہی اجتماع انکا غلط

ایک ہی کو دوست رکھ ای مہربان — سو وہ عقبی ہی شریک اسکا غلط

ذکر کر شیرین اوسیکا رات دن
ہی بجز عقبی کے سب چرچا غلط

مجھے تیرے ملنے کا غم ہی فقط — یہی ایک دل مین الم ہی فقط

ہوا بھیگ کر اشک سے خط خراب — جو ہاتھون مین دیکھا قلم ہی فقط

خدا جانے آہ رسا کیا ہوئی — جو خونبار اک چشم نم ہی فقط

جو بیمار ہجران کی پوچھے خبر — تو کہنا کہ سینے مین دم ہی فقط

ملو غیر سے ہم جلین رشک سے — اسی بات کا ہمکو غم ہی فقط

مرے ساتھ اشکون کی بھی موج ہی — نہ اک آہ ہی کا علم ہی فقط

بسکہ بھولے ہم دونون جہان یکقلم / تصور مین شیرین صنم محو فقط

ردیف ظای معجمہ

پڑ گیا دل کو محبت کا مزا ای واعظ / اب نہ مجھے پند و نصیحت نہ سنا ای واعظ

بزم رندان مین تو بیخوف نہ جا ای واعظ / آبرو اپنی نہ دے بہر خدا ای واعظ

چاہتا ہون کہ کرون تیری نصیحت پہ عمل / دل تو مطلق نہین قابو مین مرا ای واعظ

گرمی عشق تبان ہمکو سزاوار ہے / ہو مبارک تجھے سردی کا مزا ای واعظ

در جانان پہ ہمیشہ تو کیا کر سجدہ / تجکو ہو جائیگا دیدار خدا ای واعظ

ترک اسباب محبت کی کیا کر تو پند / ہم نہ مانینگے کبھی اسسے برا ای واعظ

بھول جاویگا اسیوقت بہار جنت / کوی جانان کی جو کھاویگا ہوا ای واعظ

بیخودون کو نہین اچھتا ہے سخن سے کچھ سوز / ہوش کی اپنے تو کر جاکے دوا ای واعظ

سنکے باتین تری ہوتا ہون پریشان خاطر / کیون مجھے کرتا ہے ہر وقت خفا ای واعظ

منع کرتا ہے ہمین عشق بتان سے ہر دم — تو بھی کچھ جانتا ہے راہ خدا ای واعظ

میکدے مین جو ہوا پیر مغان کا تو مرید — اور جام مے گلرنگ پیا ای واعظ

ق

کیا تعجب ہے کہ ہو عشق خدا مین واصل — آب کوثر کا سلے تجھکو مزا ای واعظ

عشق خالق کا وسیلہ ہے کلام شیرین — شعر پڑھ اوسکے تو اوراد کی جا ای واعظ ×

کیجیے عاشق مضطر سے نہ ای یار لحاظ — چھوڑیے بہر خدا وصل مین اکبار لحاظ

ساتھ غیرون کے کھلا اور ملا ہے اوسکو — ہمسے کرتا ہے بہت وہ بت عیار لحاظ

گوہر اشک کی بارانی پہ ہے سے مری — دیکھو کرتا ہے بہت ابر گہربار لحاظ

ہاتھ مین ہاتھ رہا لینے کے دم سیر نیا — نہ کیا غیر وطن نے اوسنے سر بازار لحاظ

آج تک ہمنے نہیں میان کے دیکھی باہر — ہمسے کرتی ہے ستمگر تری تلوار لحاظ

چھپ گیا وصل مین [illegible] وقت جہان قاتل — ای پری غیر سے تجھے ہو جائیگا دشوار لحاظ

اُفعیِ زلف سے کسطرح ہو بچنے کی ہوس
کاٹنے مین نہین کرتا ہی کبھی مار لحاظ

گھورتی ہی سر بازار حسینون کو مدام
تجکو آتا نہین اے چشم بد اطوار لحاظ

خم کے خم ہونگے تہی دیکھنا اے پیر مغان
میکدے مین نہین کرنے کے قدح خوار لحاظ

آج تک ہمنے کسی سے نہین ہنستے دیکھا
یار کے دل مین ہی بسیار سے بسیار لحاظ

کہہ سُناتا ہی ہر اک بات بُری ہو کہ بھلی
کب ہی دلمین ترے اے یار دل آزار لحاظ

میری جانب نہین گردن تو اوٹھاتا ہی کبھی
ہی گلے کا ترے اے غیرت گل ہار لحاظ

زیر کاکل نہ چھپے گا رخِ روشن تیرا
نہین کافر سے کبھی کرتا ہی دیندار لحاظ

جان فدا کرنے مین اندیشۂ رسوائی ہی
رہتا اس بات کا شیرین کو ہی اے یار لحاظ

ردیف عین مہملہ

ہرگز نہ تمکو ہوگی مرے غم کی اطلاع
جاویگی جان ہوگی نہ ماتم کی اطلاع

کچھ اعتبار زیست [illegible]
[illegible] اکدم کی اطلاع

صیاد یہ جو اس ہوا انکھ دیکھکر	اور کچھ رہی نہ آہوؤں کے رم کی اطلاع
مرجانے پر وہ چست ہی جینے سے تنگ ہے	ہی جسکو اوسکی چستی محرم کی اطلاع
کیا جرم ہی جو بھول گئے ورنہ پہلے آپ	کرتے تھے دمبدم مجھے ہر دم کی اطلاع
گلشن مین ابر چھایا ہی اور رعد کا ہی شور	ساقی کو جاکے دے کوئی موسم کی اطلاع
اس ناگنی نے ڈس لیے صدہا جوان ہیں	ناصح کو ہی نہ کاکل پرخم کی اطلاع
لیلی نے اپنا خیمہ کیا اسلیے سیاہ	شاید ہوئی ہی قیس کے ماتم کی اطلاع
آتا ضرور رحم اوسے میرے حال پر	کرتا اوسے جو کوئی مرے غم کی اطلاع
غیرت سے پانی پانی جو گردون پہ ابر ہی	شاید ہوا اوسکو دیدۂ پرنم کی اطلاع

شیرین وہ بت عجیب ہی نازک مزاج ہی
اوس سے نکیجیو غم پیہم کی اطلاع

[illegible] ملنے کی کہتی ہی جو شمع	دل کہتا ہی [illegible] ہی شمع

موم کو کافور کو چربی کو روغن
غم سے کے دریا مین ڈبو دیتی ہی شمع

پھول سوسن کا ہو یا موتی کا ہار
ہم وہ سے لیتے ہین جو دیتی ہی شمع

دیکھکر اوس دمی آتش رنگ کو
جان اپنی سب جلا کے کھو دیتی ہی شمع

شہد سے ہو کر جدا آیا ہی موم
بزم شیرین مین جلو دیتی ہی شمع

بزم مین جب سامنے اوس شوخ کے آتی ہی شمع
پردہ فانوس مین غیرت سے چھپ جاتی ہی شمع

آگے اوس گل کے دھوان اڑتا ہی منہ پر شمع کے
آتشین رخسار اوسکا دیکھ گھبراتی ہی شمع

روشنی جو اوسکے منہ پر ہی کہان شمع مین
زرد ہو جاتا ہی چہرہ ایسی شرماتی ہی شمع

ہو رہی ہی بزم اوس مہ کے نہ آنے سے اداس
شام سے تا صبح خون آنکھون سے برساتی ہی شمع

اس سبب سے اوسکے تک لگتی ہی آگ پر
داغ اہل بزم کو جب اپنے دکھلاتی ہی شمع

نام لیتا ہی جو شیرین اوسکے لب کا گر کوئی
خوف سے اوس مہ وش کے خوب تھراتی ہی شمع

ردیف عین معجمہ

فرقت جانان مین ہو شب کو جو مرا ہمدم چراغ
سوزش دل کا کیا کرتا ہی ہر دم غم چراغ

روشنی مہر منور کی نظر آئے سیاہ
حسن کا تیرے جو دیکھے عیسئ مریم چراغ

غم کیا لیلی کا مجنون نے جو شب کو دشت مین
داغ دل کا ہو گیا روشن دم ماتم چراغ

سوز دل نے جب سے بخشا ہی زمانے مین فروغ
شمع رویون کی نظر مین ہو گئے ہین ہم چراغ

دور ہو جاتی یہ سوزش نیند آ جاتی ابھی
زخم شیرین پر جو رکھتا تیل کا مرہم چراغ

نہین آتا کچھ تجھ کو مجھ پر دریغ
سکھایا تجھے کس نے مت کر دریغ

مری بیقراری پہ ای دلربا
کیا کرتے ہین لوگ اکثر دریغ

وہ سنتا نہین آہ و نالہ مرا
جو آ جائے فریاد سنکر دریغ

شب و روز ہو دل کو کھانے سے کام
نہین تجھکو چرخ ستمگر دریغ

مہیا ہو سامان عیش و سرور — نہیں بزم مین آج دلبر دریغ

نہیں کچھ ہوا آپ سے فائدہ — کیا ہم نے کب عشق مین زر دریغ

تعشق مین مژگان کے ای فتنہ گر — کٹاری چلی میرے دلپر دریغ

مرے بعد پھر کوی جانان کی خاک — اوڑائی نہ تونے بھی صرصر دریغ

کبھی روز مانند خورشید کے — نہ دیکھا وہ روی منور دریغ

نہ چومے وہ دندان و لب وصل مین — لیے ہاتھ سے لعل و گوہر دریغ

شب وصل مین دل کی دل مین رہی — نکل آیا خورشید خاور دریغ

دریغا وہ بت ہی بہت سنگدل — اثر کچھ نہین اوسکے دل پر دریغ

تری یاد مژگان مین ای سیمتن — ہر اک بال ہی تن پہ نشتر دریغ

تری جستجو مین مری جان کبھی — نہ ہرگز کیا سیم او زر دریغ

نہ دھویا کبھی اوسکے دل کا غبار — یہ ہیہات ای دیدۂ تر دریغ

جو اشعار الفت کی مجھکو ملی — کہ جو میری رسوائی گھر گھر دریغ

نظر میری ہر دم رہی خیر پر — اوٹھایا یہ سب آپنے شر دریغ

گیا عشق ابرو مین جی سے گذر — کٹا مفت شمشیر سے سر دریغ

کیا اس قیا بزم مین حسن تھی — وہ ہمکو دیا ایک ساغر دریغ

کسی رات کو خواب مین بھی نہ لا — نہ دیکھی وہ زلف معنبر دریغ

نتیجہ ملا تجھسے کیا عشق کا — بجز رنج و غم ای ستمگر دریغ

تمھاری محبت مین ای خوش خصلو — بدن ہو گیا تار مسطر دریغ

گذرتا سو کوئی جانان ضرور — نہین مرغ دل کے مرے پر دریغ

مرض کی مرے سے خبر ای مسیح — نگر مجھے بہتر ہمیبر دریغ

مرے سے گیے پہ آب ہوتا ہون سنگ — نہین تجھکو آتا ہو کیونکر دریغ

سوا اسکے فریاد کس سے کرین — کرینگے کبھی وہ معنبر دریغ

بہت جستجو کی نہ پایا کہیں
ترے یار کا گل کا بستر دریغ

نہیں ہو ہمیشہ کو فصل بہار
رہو دو دن کو نازان گل تر دریغ

خدا جانے مجھ سے ہوئی کیا خطا
گیا یار ناراض ہو کر دریغ

نہ رہتا کبھی میرے دل مین خمار
گیا مجھ سے یون ایک ساغر دریغ

ق

نہیں میری گردش پہ تجھکو نظر
کیے تیرے کوچے مین چکر دریغ

کسی روز مرقد پہ ای رشک گل
چڑھائی نہ پھولون کی چادر دریغ

عبث اوسپہ ہم جان شیرین کو دین
کبھی جسکو آوے نہ ہم پر دریغ

نبی اپنی امت سے شیرین کبھی
کرینگے نہیں آب کوثر دریغ

پھوڑے عجب آپنے تالاب مین چراغ
نہ دیکھے نہ یہ خیال مین خواب مین چراغ

پانی مین جنے آگ لگائی ہو دیکھا [illegible]
تحت جگر مین دیا ہے آب مین [illegible]

پھر دل کھنچا ہی زلف گرہ گیر کیطرف
زندان مین ہی نظر مری زنجیر کیطرف

تسکین دل کو صورت اصلی کے دھیان مین
ہر بار دیکھتا ہون مین تصویر کیطرف

قمری کو شاخ سرو سے پھیرا ہی یار نے
پھینکا ہی پھول بلبل دلگیر کیطرف

اصلاح بدسرشت کی ممکن نہین کبھی
زنگی حسین ہو جا کے نہ کشمیر کیطرف

آنکھین کھلی ہین میکی حسرت مین آج تک
مر کر تو دیکھو کشتۂ شمشیر کیطرف

تقدیر کے لکھے پہ کیسیکی نظر نہین
ہر اک بشر کو ناز ہی تدبیر کیطرف

شیرین سکے اعتقاد مین تدبیر ہیچ ہی
اوسکو فقط نیاز ہی تقدیر کیطرف

ردیف قاف کی

کیونکر اوسے لگا ہی مجھے تا صدمۂ فراق
مجھکو خدا دکھلائے نہ اب فتنۂ فراق

اک عمر ہو گئی ہی مجھم ہجر مین بسر
اب وصل دائمی ہو نہ ہو صدمۂ فراق

ممکن نہی ہو صدمۂ سر فین ... کبھی
... نیچے چرخ آسمان یہ مرزا لہ فراق

جلتا ہمیں ہیں گھر سے کبھی چھوڑ کر وطن
دکھلائے یہ خدا نہ مجھے حادثۂ فراق

مرتا نہیں ہوں ہجر میں جلتا ہوں روز و شب
آزار سفر سے بتا ہے کیا شعلۂ فراق

نے زلزلہ زمین کو نہ لرزہ فلک کو ہے
کیا ہو گیا اثر کو ترے نالۂ فراق

ممنون حشر تک ہوں پیک صبا کا میں
دے اوس پری کو جا کے اگر نامۂ فراق

شیریں شراب کیا ہمیں ساقی کی ہجر میں
ہے زہر سے زیادہ ہمیں بادۂ فراق

جب سے ہے دل کو مرے یار کے دیدار کا شوق
نہ رہا تب سے مجھے گلشن و گلزار کا شوق

کیوں جدا یار سے ہوں تجھ سے ملوں اے ناصح
چھوڑ کے گل کو کیا کس نے بھلا خار کا شوق

آ گئے ہیں وہ بدل سلسلۂ الفت میں
شیخ و ہندو کو نہیں سبحہ و زنار کا شوق

ہے مٹتے رہیں اپنے کا اشکوں سے تو تک [illegible]
منہ سیاہی [illegible] کا شوق

[illegible]
[illegible] شوق

ذکر کا تیرے ہو سخن مشتاق | تیری توصیف کا دہن مشتاق

حلقۂ گوش ہو نگ گل کا ترے | ہو بصد دل دُرِ عدن مشتاق

تیرے رخسارِ شمع غیرت کا | آرزومند گل سمن مشتاق

دلنوازی ہی آپ کو لازم | ہے قدم رنجہ کا چمن مشتاق

کچھ صنوبر نہین ترا شائق | سرو و شمشاد و نارون مشتاق

جلد محفل مین لائیے تشریف | دیر سے ہے سب انجمن مشتاق

زندگی سے گذر گیا افسوس | وصلِ شیرین کا کوہکن مشتاق

عیدکا دن ہی فیض سے لینے کو | آپ کے تن کا پیرہن مشتاق

ایک دن آؤ گھر مین شیرین کے | وہ بھی ہے خادمِ کہن مشتاق

ردیف کاف تازی

ہر زمان مجکو ہی کا [illegible] سا لکا | [illegible]

شیریں کلام سوز بھرا ہیں رقیب نا
بھڑکی حسد سے محفل اہل سخن میں آگ

اب چرخ نے ہاے کر دیا تنگ
ہے عیش کا اب تو قافیا تنگ

کب میں نے گلہ کیا تھا تیرا
کیوں اتنا فلک نے مجھے کیا تنگ

رہ رہ کے نہ دل کو میرے تو پیس
کر مجکو نہ بنکے آسیا تنگ

مسند پہ تو بیٹھتا ہے اک سو
جلسے سے ہے میرے بوریا تنگ

شیریں کی ہر ادا پہ سارے ہیں مرید
آغوش میں اوسکو جب لیا تنگ

بزم میں شب کو جو اوس شوخ نے سر کی ترنگ
زرد ہو گیا گر دولت کا ہوا رشک سے رنگ

زخم عشاق کا آج شرہ ہو گیا سوز
کیا ہی تھا زہر جرا یار کی شمشیر کا رنگ

[illegible]
فکر ہے صاحب کی [illegible] دو نالی تفنگ

بیرنگ ہو پری مین شے حورِ بہشت مین | کیا خوب خوشنما ہی مرے دلربا کا رنگ
ہولی مین خونِ خلق دمِ رقص ہوگیا | کرتا ہی قتلِ عام یہ ناز و ادا کا رنگ
شیرین نظر مین اوسکی کہوئی ہی تلک کیا سماے | بھایا ہو جسکے دل کو رسولِ خدا کا رنگ

ردیف لام

اوس غیرتِ پری سے نہ کیونکر لگاؤن دل | مضطر ہون کسطرح سے قابو مین لاؤن دل
کیکا ہی دلبری کا اونھین اندنون بہت | کہیے مین اپنے سینے مین کب تک چھپاؤن دل
قربان مین جان ادا کرون خط و خال پر | زلفِ سیہ مین شوق سے جاکر پھنساؤن دل
پروا نہین ہی میری تو پتلے کیطرح | اوس شمع رو کے عشق مین کب تک جلاؤن دل
خواہش نہ وصل کی نہ شکایت ہو ہجر کی | ایسا کہان سے واسطے تیرے مین لاؤن دل
[illegible] | تیرِ نظر سے اونکے کہان تک بچاؤن دل
[illegible] | گر مین شبِ فراق [illegible] دل

میرے سوا نہیں ہی کوئی خستہ و زار دل ۔ پہلو کو چیر کر کے اپنا دکھاؤں دل

سو منتوں سے بیٹھ کے اک فرد سامنے
شیرین سخن سے اوسکا مین شیرین کیا ہون دل

نہ جاؤ یان سے تم عاشق کو اپنے چھوڑ کر اکدل ۔ پریشان سینہ بریان چاک داماں مضطرب بیکل

سراپا یار کا جو دیکھتا ہی وہ یہ کہتا ہی ۔ قیامت قامت آہو چشم گل رخسار خط جدول

کرین ہم سیر کسکی ہیچ ہی سب بیجانان مین ۔ حرم بازار دریا کوہ بتخانہ چمن جنگل

مریض عشق کو لب خال کاکل خاک پا تیری ۔ ہے یاقوتی وہ عنبر لخلخہ وہ ہی یہ ہی صندل

خیال آوے جو مجکو مے کشی کا تو ابھی آوے ۔ گزک ساقی صراحی جام مے مینا ہوا بوتل

شب وصل اونکو آرایش کا آنا چاہیے سامان ۔ مسی بیڑہ گہنا شانہ بیان افشان حنا کاجل

دکھا دے اوسکو شیرین کی تیغ قاتل ہو جو نا واقف
عید مرگ شہیدان کو ملا یار قتل

فراقِ یار میں ہر لحظہ گھبرانے سے کیا حاصل
نہ ہو جب وصل اپنا پھر تو غم کھانے سے کیا حاصل

نہ باطن میں کوئی گر صورتِ تسکین نظر آوے
تو ہر جانب بظاہر جی کے بہلانے سے کیا حاصل

نہ پھینکا سنگ بھی میری طرف اس نے استغنا سے
مجھے او عاقلو دیوانہ بنوانے سے کیا حاصل

توقع جب نہ ہو ٹھوکر کی اوس بانکے نگاریں سے
تو پھر اوسکی گلی میں پاؤں پھیلانے سے کیا حاصل

گلِ پانی نہ جھکے جو نظر کو پھیر لے اپنی
پھر ایسے سنگدل کو داغ دکھلانے سے کیا حاصل

امیدِ فاتحہ بھی جب نہ ہو اوس بے مروت سے
غمِ ہجراں میں اوسکے ہائے مر جانے سے کیا حاصل

عبث شانہ دلِ صد چاک کا لپٹے بناؤں میں
اُلجھتی ہو جو پھر زلف سلجھانے سے کیا حاصل

اکیلا اپنے سر پاؤں پہ کچھ بنا ہے سب تھا
گیا وہ وقت جب اوسکے سنگ ٹکرانے سے کیا حاصل

ہو گر خاکساری طینتِ انساں میں او شیریں
اوسے پوشاک پھر مٹی کی رنگوانے سے کیا حاصل

[illegible] تحصیل
[illegible] عمر تحصیل

ظاہر میں گرچہ سرو صنوبر کی ہو شبیہ
آزادگی مین اسنے بھی خوشتر ہو خوبی دل

ہر دم کی ہچکیون کا باعث ہی یہ گھلا
منظور دیدہ ہی کہ کرے شست و شوی دل

اوس نے لطف نامہ مین شتابی یاد بھیجہ گیا
کرتا ہون بار بار عبث جستجوی دل

ہو اہل دل کی آنکھ مین اسکی بھی منزلت
یارب تو اپنے فضل سے رکھہ آبروی دل

یہ دل مسے خلاف غنچون کو کہ ظاہرا
منہ اسکا اور سو ہی مگر منہ ہی سوی دل

شیرین یہ اک شگوفہ باغ بہشت ہی
کیا گل کا منہ جو ہو سکے کبھی روبروی دل

ردیف میم

کھاتے چکے خار ہا تو گل کھلاتے ہین ہم
عشق کا فرمان بجا لاتے ہین ہم

داغ دل ہر اک کو دکھلاتے ہین ہم
چہرہ اپنا پاک کے اتراتے ہین ہم

وصل کی شب کا کچہ سوال کیا
یاد وہ دن کر کے پچھتاتے ہین ہم

[illegible] پھر جا
دل کی تیرے [illegible] ہین

جب نہ حاصل ہی ہوا خط کا جواب
کہدے اے قاصد کہ مر رہتے ہین ہم

آرزو ہی سر کو اوسکے سنگ کی
آپ سے دیوانہ بنجاتے ہین ہم

زندگانی کا نہ پھل ہمکو ملا
جیتے جی خجلت سے مر جاتے ہین ہم

پا گئے عالم اوسکے دل کا مدعا
پھر طرح اوسکا نہین پاتے ہین ہم

شاید اس حیلے سے ہو جاوے نجات
اوسکے در پہ سر کو ٹکراتے ہین ہم

ہم گئے یہ وہم آیا پوچھنے
جی مین یہ حسرت لیے جاتے ہین ہم

ہوتے ہین بیتاب قیس و کوہکن
جا کے جب صحرا مین چلاتے ہین ہم

آستین بھی جب نہین باقی رہی
خون عبث آنکھون سے برساتے ہین ہم

یاد کر کے اوسکی ٹھوکر غیر کو
سر کو ٹکرا اپنا رہ جاتے ہین ہم

آ کے وہ وحشت مین ہوا اودھر بھاگتا
پاس اپنے جسکو بٹھلاتے ہین ہم

کھل نہ جاوے عشق کا پردہ کہین
آنسوؤن کو اپنے پی جاتے ہین ہم

گرچہ کہ مشت استخوان ہیں ہم
پر ہما کے مگس جہان ہیں ہم

رفعت علو سے طفل اشک کی طرح
تا بہ پیرانہ سر جوان ہیں ہم

آدمی کیا ہماری جانے قدر
نور چشم فرشتگان ہیں ہم

چھوڑ بیٹھے تعلقات جہان
قاتل حرص نفس جان ہیں ہم

عجز سے ہیں اگرچہ خاک نشین
لیک سر تاج آسمان ہیں ہم

[illegible] ہمارے نہیں ناوشتے
گویا سنگ آستان ہیں ہم

دولت ظاہری سے ای شیرین
تیغ قلم آستین فشان ہیں ہم

ردیف نون

مرا وصل گر تمکو بھاتا نہیں
تو دل میں بھی مجھ سے لگاتا نہیں

رقیبوں سے ملتے ہو ہر طرح کا
اور اٹھاتا ہمیں ناز تا نہیں

[illegible]
ستانے کو کر کل [illegible] نہیں

تیرے دہان تنگ کا کیا وصف ہو سکے
دیکھا نہیں جسے کبھی خواب و خیال مین

غصے کو چھوڑ دیجیا و لطف کیجیے
کب غیر حسن خلق روا ہو وصال مین

دل دے کے اونکو ناز اوٹھانا پڑا مجھے
یا رب یہ مبتلا مین ہوا کس وبال مین

امان نہ پیست مثل کتان کیون نہ چاک ہو
دیکھو چڑا ہی چاند ستمگر کی ڈھال مین

ہو آفتاب بخت جو اپنا عروج پر
بیشک ہی مدعی کا ستارہ زوال مین

قطرے ہین زلف یار پہ ہنگام غسل یون
موتی پروئے جیسے کوئی بال بال مین

یون اندمال زخم جگر خستگان نہ ہو
مرہم کا ہی اثر ترے منہ کے اوگال مین

شیرین مین اپنی جان بچاونگا ایکدن
کیسا یہ صاف نکلا ہی حافظ کی فال مین

چشم اخلاص ملن جان کی ہم [illegible] رکھتے ہین
او پری تجھکو کس احسان سے ہم [illegible] رکھتے ہین

[illegible] گلہ [illegible]
[illegible] زندان [illegible] ہم [illegible] رکھتے ہین

دیدۂ دل سے سمجھ آئینہ رو والوں کو
تو ہو وصل میں حیران یہی ہم دیکھتے ہیں

کہین
مٹتے ہیں شوقِ شہادت میں لب زخم
تیغ کھینچے جو تو سے میان یہی ہم دیکھتے ہیں

دمِ اخلاص میں جان سورۂ اخلاص ہے
وصل کی فال بھی قرآن سے ہم دیکھتے ہیں

ہوتی جس وقت ہے ناوک فگنی مژگان کی
گر سپر سینے کو سو جان یہی ہم دیکھتے ہیں

کبھی ہندو ہے کبھی ہے وہ مسلمان تسخیر
روز اوس بت کو نئی شان یہی ہم دیکھتے ہیں

نظر جب سے تو مجکو آتا نہین
اندھیرا ان آنکھوں سے جاتا نہین

وہ پہلو میں مجکو بٹھاتا نہین
مرا دل بھی تسکین پاتا نہین

دکھاؤن کسے اپنا زخم نہان
کوئی مرہم اوس پر لگاتا نہین

جہان میں پھرا میں بشکل صبا
کسی گل میں بو تیری پاتا نہین

[illegible]
مرا خاک بھی [illegible]

شک ہو تو میرے آئینہ دل میں دیکھ لے
سب حال تیرا مجھ پہ عیان ہے نہان نہین

سنیے تو اپنی غم کی کہانی سنائیں ہم
دو حرف ہین کچھ ایسی یہ بھی داستان نہین

رگڑینگے سر کو ہم تری چوکھٹ پہ یان تلک
یا سر نہین ہمارا و یا آستان نہین

نیرنگیون کے یار کی کھلتے ہین گل سدا
یہ وہ بہار ہے جسے خوف خزان نہین

خلعت دیے ہین شاہ جنون نے نئے مجھے
جنمین لگی ہین لاکھون ہی کم دھجیان نہین

کہیے تمسے ہم کہین کہ تمھارے فراق مین
اتنے ستم اوٹھائے کہ جنکا بیان نہین

کیا مجھ میں اور یار میں ڈالا ہے تفرقہ
در پردہ تو رقیب تو اے آسمان نہین

ہے ہے یہ کیسی اپنی شب ہجر بڑھ گئی
مرغ سحر کی کان مین اب تک اذان نہین

سلگے ہین دل مین آتش عشق ایسی ہم نہان
دیکھا کبھی کسی نے بھی جسکا دھوان نہین

شیرین تمھارے کلام مین کیا کیا ہین حسن بیان
کر سکے وصف مین کسی انسان کی زبان نہین

غیر کے گھر وہ رہا کرتے ہین
خانہ برباد مرا کرتے ہین

شعر و یاد ہین تیری ہر دم
اشک آنکھون سے بہا کرتے ہین

دیکھکر غیر سے خندان اوسکو
روکے ہم حشر بپا کرتے ہین

منت و عجز کے بدلے ہم پہ
طنز و تشنیع کیا کرتے ہین

دل رقیبون سے لگایا تمنے
جان ہم تمپہ فدا کرتے ہین

نہین اغیار سے کرتے ہین وفا
ہمپہ وہ جور و جفا کرتے ہین

جنتی کہیے اونھین کو جو مدام
کوی جانان ہین رہا کرتے ہین

کرتے ہین میری قضا کی تدبیر
جب رقیبون سے ادا کرتے ہین

سخت مشکل ہے کہ وہ شیرین ہے
ترش ہر لحظہ رہا کرتے ہین

کس سے کہیے جان کچھ حاصل نہین
حق کی جانب ایک کا بھی دل نہین

لگاؤ دل کا اگر وان نہین تو یان بھی نہین
محبتون کی نظر وان نہین تو یان بھی نہین

جو ڈھونڈھا دل کو تو اوسنے کہا تبسم سے
تلاش اوسکی نگر وان نہین تو یان بھی نہین

خدا کیطرح بظاہر خلاف باطن ہون
ٹپکتا خون جگر وان نہین تو یان بھی نہین

وہ گر غنی ہی تو پھر بے نیاز ہین ہم بھی
جو اونکو خواہشِ زر وان نہین تو یان بھی نہین

عبث نہ کھا تو رقیبون سے ملکے جھوٹی قسم
جو تیری طبع مین ڈر وان نہین تو یان بھی نہین

تری جدائی مین ہر دم ہی گریہ کام مرا
ملال دیدۂ تر وان نہین تو یان بھی نہین

مرے ملالِ طبیعت پہ رحم ای شیرین
جو تیرے دل مین گذر وان نہین تو یان بھی نہین

نہین ہان پہ اگر وان نہین تو یان بھی نہین
کسیطرح کا حذر وان نہین تو یان بھی نہین

ہی اونکو نشۂ جوانی کا بیخودی ہی ہمین
خیالِ سینہ و سر وان نہین تو یان بھی نہین

نہ گھر مین ملتے ہین اپنے نہ یان کبھی آتے
وہ ملتے شام و سحر وان نہین تو یان بھی نہین

وہ سامنے قتل پہ ہون سیر مین بھی ہون آئی
جو اونکو خوف و خطر جان کا تو یان بھی نہین

وہ ہمکو چھوڑ کے جائین تو جان ہے ہم جائین
خیال لعنت شعر وان نہین تو یان بھی نہین

وہ مجھپہ رحم نہ کھائین مین زہر کھا بیٹھون
جو سستی کا گلہ وان نہین تو یان بھی نہین

جو جانبین سے ہو جاے عہد مستحکم
وفا بھی شرط ہے پروان نہین تو یان بھی نہین

ہمارے دست تصور تک آکے غائب ہے
تمہارا موی کمر وان نہین تو یان بھی نہین

غم فراق مین شیرین کے آہ ہے ہر دم
جو تیرے دل مین اثر وان نہین تو یان بھی نہین

جو التفات کا اثر وان نہین تو یان بھی نہین
انکا دیکھون کی نظر وان نہین تو یان بھی نہین

ذرا بھی ہو جو اشارہ تو سر کے بل آوین
اگر رقیب کا گلہ وان نہین تو یان بھی نہین

نہ آؤ اور نہ بھیجو پیام اور نامہ
جو دوستی کا اثر وان نہین تو یان بھی نہین

الٰہی کا یا نخل تمنا تو پھیلا یا گل
[illegible] کا [illegible] وان نہین تو یان بھی نہین

خفا ہوویں اگر او لٹ پھر گیا نامہ
پیام بر کا گذر وان نہیں تو یان بھی نہیں

یہ قاعدہ ہی محبت ہو دونون جانب سے
جو سوز دل کا اثر وان نہیں تو یان بھی نہیں

جو مجھ سے عاشق شیدا سے خوش ہے شیرین
عنایتون مین ضرر وان نہیں تو یان بھی نہیں

تقدیر کھینچ لائی ہمین کوئے یار مین
کٹتے ہین دن حیات کے گرد و غبار مین

عشق رسول ہم جو گئے لیکے زیر خاک
اللہ کا ہی نور چراغ مزار مین

نکلے گی منہ سے مشک فروشون کے واہ واہ
چوٹی کے شعر ہم جو پڑھینگے تتار مین

قمری کمان کی پھر گئی طوطی سے بھی نظر
ملتا نہین مزاج عنا دل بہار مین

مثل رقیب جھوٹ کے ہم آشنا نہین
جو سچ ہے بات ہو کہدین ہزار مین

مشتاق ہون مین شربت دیدار کا فقط
چرچا نہین شراب کا میرے دیار مین

شمشیر کھینچ [illegible]
معشوق عاشقون کے نہین اختیار مین

جوانی مین ہوا یون عشق ہمکو ہجیون
صنم کا کھیل گھر کھیلتے تھے ہم لڑکپن مین

مگر دل جانتا انکا ہو کسی سے آپکا صاحب
لگی رہتی ہین آنکھین آپکی ہر مخفیدرن مین

پرویا توڑ کر زنار کو سبحہ کے دانون مین
عیان ہین طبع پر سب اسلام کے طفل برہمن مین

زبان تا سے بھی لگتی نہین باتو نمین درگل کی
کہان ہی اسطرح کی تیزی گفتار سوسن مین

یہ کیا ہی مہربانی کیا عنایت کیا تلطف ہی
پس از مدت چڑالے ہاتھ تمنے میری گردن مین

یہی کہتا ہی سنتا ہی جو حال ہے ار شیرین کا
مگر یکتا ہی وہ نام خدا اس عشق کے فن مین

ظاہر مین اگرچہ مین جدا ہون
باطن مین تو آپ سے ملا ہون

جو چاہو کرو حق مین میرے
مفتون ہون قتیل ہون فدا ہون

اب بھی کبھی کی خبر لے
کیا شاہ ترے غم مین ہو گیا ہون

پر شغل دعوان بھی دل سے اوٹھا — وہ آتش عشق مین جلا ہون

سو وقت نہین وصل کی میسر — اوس دام فراق مین پھنسا ہون

اس درجہ ہی سودا دل پہ طاری — خود کو نہین جانتا کہ کیا ہون

پکڑے نہ کوئی مرا گریبان — دامن سے مین یار کے لگا ہون

آتی اوس گل کی ہے مجھے بو — جو پھول وہ تھا کے سونگھتا ہون

کیونکر نہ اوٹھاؤن ناز شیرین
اک شوخ کے غم مین مبتلا ہون

عارض کے آگے قدر گل و یاسمن نہین — زلفون کے آگے قیمت مشک ختن نہین

سنبل کو زلف یار سے تشبیہ ہو غلط — اوس مین یہ رنگ و بو نہین یہ بانکپن نہین

چشم و دہن کی نرگس و پستہ سے کیا مثال — اونکو شعور و قوت سخن نہین

شایان ہے حسن کی [illegible] — پیشانی صنم پہ نمایان شکن نہین

دل لیکے بھی ظالم نہیں کرتا ہی وفا بات
اب جان کا خواہان ہو یہ غمخوار سے کہدو

تا حشر نہ ہم بھی کبھی آرام کرینگے
جا کر کوئی اوس فتنۂ بیدار سے کہدو

اک بوسۂ لعل لب جانبخش کے بدلے
دل بیچتے ہین اپنا خریدار سے کہدو

پرسش سے تری زندگی ہوتی ہے دوبارا
پیغام مرا لعل شکربار سے کہدو

سوگند تجھے اپنے خم و پیچ کی زنہار
چھوڑے نہ مجھے طرۂ طرار سے کہدو

جو دام مین الفت کے پھنسا پھر تو وہ شیرین
آزادی کہان مرغ گرفتار سے کہدو

جان دی تیرے لیے تمنے نہ مانا مجکو
تم ہی بھولے تو کہان پھر ہی ٹھکانا مجکو

[illegible] عشاق [illegible] کی رسم محبت پیدا
پاس میرا نہ کیا گھر کے پرانا مجکو

نہین کچھ بھی تو گلہ [illegible]
کر لیا غیر ستمگر کا [illegible] مجکو

جو [illegible] بیجان [illegible]
مین نہ مانونگا کہ تمنے کبھی مانا مجکو

قہقہے ہنستے ہین ہر لحظہ رقیبون سے تجھین
پر ترے دل سے ہی منظور رُلانا مجھکو

اندنون گرم ہی ہنگامۂ آتشبازی
ہی بسا دل مین بہر کیف جلانا مجھکو

کھیلتے غیرون سے ہین کھیل صنم کا ہر دم
اسی حیلے سے ہی مرکو نہ ہرانا مجھکو

مین بھی انجام کدورت کا سمجھتا ہون خوب
خاک ہی مین اسی صورت سے ملانا مجھکو

گر پڑون راہ مین اوس شوخ کی شیرین جاکر
پانون پڑنے کا یہ سوجھا ہی بہانا مجھکو

دلِ پروانۂ مجروح دمِ تیغِ ستم لیلو
یہ گلدستہ ہی آرایش بزم اے صنم لیلو

دل ناچیز میرا نذر ازراہِ کرم لیلو
نہین قیمت پہ کچھ موقوف ہی مفت اے صنم لیلو

مجھے تم خواب ہی مین وہ تیغ پر نور دکھلادو
نہ کھولونگا کسی پر راز نظارہ قسم لیلو

بقا اوسکا ہی حصہ ہی کہے جو آپکو فانی
گدا جب کوئی لب پر کہے ہوے تو تخت جم لیلو

تلاش یار مین ہر دم سے ہے غفلت نہین لازم
اگر پاؤ اکیلا بے تکلف پھر قدم لیلو

نہیں ملو کرنا کچھ آسان ہے راہ طریقت کا
ابھی تو منزل مقصد بہت ہے دور دو قدم لے لو

زمانے میں نہیں ہے بہتر اس سے عافیت کی جا
اقامت کے لیے وہ طرۂ پیچ و خم لے لو

جو دنیا میں کہو تم وحشت پیمائی تو عقبی میں
تفرج کے لیے اے مہربان باغ ارم لے لو

نہیں انکار لازم عیش کے بدلے جو زحمت دے
یہ کیا کرتے ہو اپنی جان پر جور و ستم لے لو

ستم دلدار کا ہے مرتبے میں کرم سے زائد
ملے گر داغ اوسکا دیکے دینار و درم لے لو

نہ جاؤ خالی ہاتھ اس دہر سے ورنہ ندامت ہے
یہاں سے زاد عقبی گر نہو زائد تو کم لے لو

جو جب تک وصل ہو شیرین تمہیں اوس یار جانی کا
غم فرقت میں پھر رو کر ثواب چشم نم لے لو

گیسو سنوار کر جو نکلتے ہیں شام کو
سودائی وہ بناتے ہیں ہر خاص و عام کو

ملتا مزہ مسیح علیہ السلام کو
گر چوستے ترے لب معجز نظام کو

محمود نے ایاز سے کیا کیا کیے سلوک
رتبہ دیا ہے مہرو وفا نے غلام کو

ہنسکر وہ پھیر لیتے ہین منہ جانب رقیب　　جاتا ہی روز عید جو عاشق سلام کو

کھاتے ہین جو کباب غم تشنگی مدام　　یکسان وہ جانتے ہین حلال و حرام کو

لکھنا تھا جو وہ خط مین لکھا اسنے خیال کی　　قاصد نہ بھول جائے زبانی پیام کو

تسکین ہوئی نہ میرے دل بیقرار کی　　ٹھہرے نہ ایکدم بھی جو آئے تمھے نام کو

دنیا مین روشنی یہی منظور ہی فقط　　شیرین سے ہے فروغ ہمارے کلام کو

مائل زلف دل زار ہی کیسا دیکھو　　ہاے پھر اسکو ہوا الفت مین سودا دیکھو

دل پہ لاکھون ہی سہے جور و ستم صدمے　　اُف نہ کی تس پہ کلیجا تو ہمارا دیکھو

مژدہ ای دل کہ تمنای دلی بر آئی　　تیغ کھینچے ہوے جلاد وہ آیا دیکھو

آفت تازہ دل و جان پہ کوئی آتی ہو　　پھر تری آنکھ سے اوسنے مجھے دیکھا دیکھو

دیکھنا قتل ہی پہ سرگرم جفا کاری ہے　　نازو انداز وادا عشوہ و غمزا دیکھو

دستِ بازو کو کہین اونکے نہ بھائے نظر
زخمِ دل کوئی ہمارا نہ خدارا دیکھو

تو لئے کیا ہو نظر مین دمِ تیغِ قاتل
امتحان گر ہی غرض ہاتھ کوئی کھا دیکھو

پہلی ہی عشق کی منزل ہی یہ صحرا گردی
چشمِ بد دور ابھی ہوتا ہی کیا کیا دیکھو

تمنے منہ پھیر لیا ہاے دمِ بوس و کنار
کیا ہی بگڑا ہی مرا ابنکے یہ نقشا دیکھو

اوسنے اغیار کو بھیجا ہی عیادت کے لیے
ہو گیا دشمنِ جان جسکو مسیحا دیکھو

دردِ سر آج ہی شیرین کو خدا خیر کرے
سر پہ مارا نہو فرہاد نے تیشا دیکھو

کرتا ہون مین تو اونسے محبت کی گفتگو
ناحق وہ مجسے کرتے ہین نفرت کی گفتگو

حسرت یہ ہی کہ ہوتی جو گویا زبان جری
کرتا مین اوس سے لطفِ شہادت کی گفتگو

واعظ یہ ترک عشق مین کیا قیل و قال ہی
ہمکو نہین خوش آتی ہی حضرت کی گفتگو

آئے ہین پی کے ہم ابھی میخانے سے شراب
واعظ سے پھر نہ ہوگی نصیحت کی گفتگو

وہ چال مارتی ہی وہ باتین جلاتی ہین ۔ رفتار حشر ہی تو قیامت کی گفتگو

دل ہی کو اب کرینگے ہم اپنا پیامبر ۔ کرتا یہی ہی خوب سفارت کی گفتگو

روتے ہین ہم بھی اور رولاتے ہین اوسکو بھی ۔ جسکو سناتے ہین تری فرقت کی گفتگو

پوچھا جو اوسنے چاہتے ہو ہمکو بولے ہم ۔ ہان چاہتے ہین کرتے ہین چاہت کی گفتگو

زندہ نہین ہی بلبل شیراز کیا کسین ۔ کسکو سنائین اپنی فصاحت کی گفتگو

پھل ہمکو زخم تیغ محبت کا جو ملا ۔ کرتے ہین دونون لب سے یہ حسرت کی گفتگو

سودائی زلف یار کا بازار گرم ہی ۔ ہی اس سے سرد مشک کی قیمت کی گفتگو

ہی ایک تو تمھارا تلون بھرا مزاج ۔ پھر اوسپہ کرتے ہو یہ رعونت کی گفتگو

ظاہر صدا وہل کی ہی باطن مین کچھ نہین ۔ بیفائدہ ہی صاحب دولت کی گفتگو

ہین کاہ لیک سر پہ لیا اپنے کوہ غم ۔ چارون طرف ہماری ہی طاقت کی گفتگو

منہ سے ہمین بات نکلتی ہی ہجر کی ۔ کرتے ہین جیسے آپ جو صحبت کی گفتگو

جلتی زبان ہے جو شمع کے مانند اندرون
کرتے ہین ہم جو سوزش الفت کی گفتگو

شیرین کو تیرے عشق نے رسوا کیا بت
ہر شہر مین ہے اوسکی محبت کی گفتگو

تم اگر دو بوسۂ رخسار تابان ایک دو
ورنہ مجھے ہون گھونٹ شربت کے مرجان ایک دو

جب سے سودا ہے مجھے زلف سیاہ یار کا
رو برو پھر آتا ہون مین دشت بیابان ایک دو

کوچۂ جانان مین ہر دم لوٹتے ہین خاک پر
زار و گریان ایک دو دلگیر و نالان ایک دو

عشق رخ چھوڑا کیا اب عشق چشم و زلف کا
ہم بنا لیتے ہین خود ہی دشمن جان ایک دو

ہندو زلف دوتا او زنگی خال سیاہ
گنج حسن رخ پہ رہتے ہین نگہبان ایک دو

گر یہی سودای دل کی گرم بازاری رہی
چاک ہونگے لاکھون ہی کسکے گریبان ایک دو

جب سے دام زلف کشت حسن رخ پر ہے بچھا
رات دن بس آ ہی پھنستے ہین پریشان ایک دو

ای کمان ابرو ترے تیر دون سے الفت ہے مجھے
پھر کیون رکھون لگا نے دل لیے پیکان ایک دو

کیون نہون شیرین مجھے قند کے سوا | گالیان دے وہ اگر شکر دہان ہان ایک دو

ردیف ہای ہوز

عاشق ہون وہی یار کا قرآن ہے گواہ | مومن ہون پاکباز ہون ایمان ہے گواہ

سو بار لیکے مینے رو دولت سے پھر گیا | شک ہو تو پوچھہ لیجیے دربان ہی گواہ

دل لیکے وہ مکر گئے کسطرح پھیر لے | شاہد کوئی پری ہے نہ انسان ہے گواہ

صاحب جمال کر نہین سکتے مقابلہ | تم نور کے بشر ہو پرستان ہے گواہ

دانا کبھی زبان کو نہ دشمن بنائیگا | جھوٹی سکھے جوبات وہ نادان ہے گواہ

ہم جانتے ہین اوس بت یوسف جمال کو | ہندو تو کیا ہر ایک مسلمان ہے گواہ

واقف خدا ہے حال جو گذرا فراق مین
شیرین کا اور کون مریجان ہے گواہ

قتل کرنا ہے تو ابسم اللہ | نہین کچھہ عذر کی جا بسم اللہ

حکم پر تیرے رکھی ہی گردن | کیون کرون چون وچرا بسم اللہ
خون بخشا تجھے مین نے اپنا | پس نہ کر دیر ذرا بسم اللہ
کر لو جی بھر کے ادا ای صاحب | میرے سر حکم قضا بسم اللہ
بندہ کب حکم سے آقا کے پھرے | ہون مین راضی برضا بسم اللہ
عذر کرنا نہین عادت اپنی | گو کرو مجہپہ جفا بسم اللہ
مجکو فرمانے سے کب ہی انکار | ہون دل وجان سے فدا بسم اللہ
بخشو گر مجکو تو ہی لطف و کرم | ورنہ یہ سر ہی جھکا بسم اللہ
ملیے پانوٗن مین لہو عاشق کا | ہو مبارک یہ حنا بسم اللہ
عید قربان ہی مجھے ذبح کرو | کیجیے وعدہ وفا بسم اللہ

خونِ شیرین جو ملا پانوٗن مین
بدل وجان یہ کہا بسم اللہ

گئے اوس گل نے یہ ہیر ستم آہستہ آہستہ
ہوے ہین سو طرح کانٹے سے کم آہستہ آہستہ

ہزاروں جی کی پامالی کا اندیشہ ہی خاطر مین
اوٹھاتے ہین اسی سے ہم قدم آہستہ آہستہ

وہی گھتے ہین اوندھے منہ بہت جو جلد چلتے ہین
اسی اندیشے سے چلتے ہین ہم آہستہ آہستہ

سیہ ہو جاتے ہین دفتر کے دفتر چند مدت مین
چلے ہر چند لکھنے مین قلم آہستہ آہستہ

تصور آب یہ کاہ کا ہر دم رہے دل مین
چلے جس جا وہان رکھے قدم آہستہ آہستہ

علامت عاشقوں کی استخوان و پوست ہی ظاہر
کہ کھا جاتا ہی جی عاشق کا غم آہستہ آہستہ

مرے جو دل مین تھا اوس یار پر سب ہو گیا حالی
لیا سب پوچھ اوس نے دیکے دم آہستہ آہستہ

یہی مضمون کلام شمس تبریزی کا ہویدا ہی
کہ لینگے آہ ہم ملک عدم آہستہ آہستہ

نہ شیرین ہے کسیکو شوکت دنیا پہ تو ایذا
عوض لیتا ہی چرخ پشت خم آہستہ آہستہ

ہجوم عاشقان یار کے مدکو دیکھ
حشر برپا ہو شور و شر کو دیکھ

تجھنے سے جی زخم و بے مروت کو ‏— دل دیا ہمنے اس جگر کو دیکھ

سارے عالم کے مہوشوں سے تجھے ‏— چن لیا مین نے اس نظر کو دیکھ

تجھسے بے مہر کو دیا ہی دل ‏— ای پری ہمت بشر کو دیکھ

اوسکا حسن صبیح لاثانی ‏— یاد آتا ہی ہر سحر کو دیکھ

میری آواز پر ہین کان سگے ‏— آہ اسے کہتے ہین اثر کو دیکھ

حیف صد حیف خالی ہاتھ آیا ‏— ہوگئے خشک نامہ بر کو دیکھ

خوب سوجھا تجھے نشیب و فراز ‏— اوس پری رو کے بام و در کو دیکھ

شیرین امید سنگدل سے نرکھ
اپنے تو نفع اور ضرر کو دیکھ

نظر لطف سے ادھر کو دیکھ ‏— بیخبر اپنے بیخبر کو دیکھ

جان و دل تجھپہ کر دیا قربان ‏— عاشق زار کے جگر کو دیکھ

بارِ کاکل سے ہو گئی دوہری — کیا نزاکت ہی اوس کمر کو دیکھ

وائے قسمت وہ شوخ بے پروا — کیا ہی بگڑا ہی نامہ بر کو دیکھ

خود ملا آکے مجھسے وہ دلبر — اثرِ نالۂ سحر کو دیکھ

دیکھا اغیار مین وہ آتے ہین — ہو گیا خوش مین اس خبر کو دیکھ

اوسکو سجدہ کیا فرشتون نے — شرفِ رتبۂ بشر کو دیکھ

قدرتِ حق پہ کر نظر ہر دم — صورتِ شمس اور قمر کو دیکھ

قتلِ شیرین پہ ہی وہ تیغ بکف
شوخ بیداد فتنہ گر کو دیکھ

نہو گا ترک ہرگز مجھسے عشقِ روی جانانہ — وہ گل ہی مین ہون بلبل شمع ہی وہ مین ہون پروانہ

نہ پوچھو وحشت و دیوانگی کا میری افسانہ — مین وحشی ہون تمھاری چشم کا صدقے کا دیوانہ

کیا ہی جسنے تمسے تمنے ہمسے یارانہ — زمانہ پھر گیا ہی ہو گیا اپنا ہی بیگانہ

سنائین کیا لوگوں سے ہم صد بند فرقت کا افسانہ
کلام اپنا فقیرانہ دماغ اوسکا ہو شاہانہ

نہ اوترا نشا اور اتک بھی ابھی اوسکا ہو باقی
خدا جانے یہ ساقی نے پلایا کیسا پیمانہ

نہ سلجھی زلف اب تک یہ اکثر اپنے ہر بل کو دیکھے
دل صد چاک کا کرتے رہے ہم عمر بھر شانہ

پی رفع نظر ہمنے سپند دل جلایا ہے
تمہارے آتشین رخ پر نہین یہ خال کا دانہ

دل و جان و دین و ایمان صبر و طاقت ہر اک تقوی
اداؤن نے تمہاری لے لیا ہر اک جداگانہ

نمازی بھی یہان آکر شرابی ہوگئے اکثر
تری محفل کی ای ساقی یہ ہی تاثیر رندانہ

خدا جانے چمن مین آج ایسا کون آیا ہے
کھلے ہین غنچے گل ہنستے ہین اور نرگس ہے مستانہ

تمہارے عشق مین گھر بار ہم اپنا لٹا بیٹھے
فقط اک نقد دل ہے وہ تمہین دیتے ہین نذرانہ

مرے گھر مین جو آیا ہے پری پیکر یہ قسمت ہے
ہوا اوسکے قدم سے کلبۂ احزان پری خانہ

گذرتے ہین تمہارے عشق مین لاکھون ستم ہمپر
شکایت کچھ نہین کرتے ادا کرتے ہین شکرانہ

مگر اتنا نہین ہمکو تمہارے ہجر کا [illegible]
کبھی جلتے ہین گلشن مین کبھی [illegible]

ہمین مجنون نہ کیجئے گریبان — عجب شوخ معشوق ہمکو ملا ہو

غم و رنج کا حال مجھ سے نہ پوچھو — جو تمنے دیا ہو وہ ہمنے لیا ہو

ذرا دل مین سوچو سمجھ کر لیجئے — کبھی تمنے بوسہ بھی ہمکو دیا ہو

تمہارے ہی تار نظر سے مرے یان — رفو زخم ایک ایک میرا کیا ہو

جسے تمنے دیکھا ہو ترچھی نظر سے — بہت وہ جیا ہو تو اکدم جیا ہو

انہین چھوڑ کر آپ رہتے کہان ہین — مرے چشم و دل مین تمہاری ہی جا ہو

کرے جو بھلائی اوسے بد سمجھنا — برا ہو برا ہو برا ہو برا ہو

پئی زندگی ہو تو شیرین عبث ہو
اگر خضر نے آب حیوان پیا ہو

[illegible] اگر زندگی ہو صحبت کے — کیون نہ قیس کی [illegible] ہین صحبت کے

[illegible] — [illegible] صحبت کے

[illegible] تیری [illegible] دلشاد ہو
تو شاید کسی اسکی یاد ہو

یہ ظلم و ستم جو کہ ہمپر کیے
خدا ہی سے اب اسکی فریاد ہو

کہا اوسکو تو ناصحا وعظ و پند
غم و عیش سے جو کہ آزاد ہو

کھنچیگی نہین اوسکی تصویر یار
عبث سوچ مین اسکے بہزاد ہو

رولاوے مجھے اور ہنسو غیر سے
غضب ہو ستم ہو یہ بیداد ہو

کرون اوسکے قد کی مین تعریف کیا
خجل سامنے جسکے شمشاد ہو

نہ جا میرے پہلو سے اے ماہرو
تجھی سے مرا خانہ آباد ہو

نہین کم تماشا بتون کا ہے سہل
یہ کاوش تری لغو فرہاد ہو

فصاحت بلاغت کی تیری ثنا
کہون کیا یہ شیرین خداداد ہو

[illegible]
ایسے بولنے کو تیر شعر اب پہنچایا

زلف پریشان پہ دل آگیا ہے
تو اک سانپ سینے پہ لہرا رہا ہے

مین مرہی گیا پہلے تیر نظر سے
عبث عشوہ و غمزہ ناز و ادا ہے

رقیبون سے تازہ محبت کے باعث
نہ زیبا تمھین یہ خلا اور ملا ہے

مشبک ہے دل ٹکڑے ٹکڑے جگر ہے
نگاہون سے نے پوشیدہ زخمی کیا ہے

نہین رحم کرتا مرے حال پر اب
وہ یہ جانتا ہے کہ دل پھنس گیا ہے

ملتا ہون سے زلف سا کی نکالو
دل تازہ چاہ ذقن مین گرا ہے

توقع وفا کی مین کھتا ہون تجھسے
تو مشہور دنیا مین گو بیوفا ہے

مخاطب غزل کے ہین نازک طبیعت
اسیواسطے مین نے تھوڑا لکھا ہے

ادائین سب اوسکی ہین بیجا کی تشیرین
سنان ہے مژہ اور نگہ نیمچا ہے

وصل کی شب ہی روشن کا چھپانا منع ہے
اپنے عاشق کی طبیعت کا دکھانا منع ہے

اضطراب فرقت دلدار مین شاکی نہو
عشقبازی مین دلا آرام پانا منع ہی

عقرب ابرو بٹھایا ہی جبین پر کسلیے
موذیون کو اسقدر سر پر چڑھانا منع ہی

اعتبار اب آپکی گفتار کا ہمکو نہین
سنیے صاحب جھوٹی جھوٹی قسمین کھانا منع ہی

جان عاشق کو عبث گرویدگی آئی پسند
دام گیسوی سیہ مین دل پھنسانا منع ہی

آپ واقف ہین گذرتا ہی جو ہمپر غم پہ غم
رحم کیجے اب ستائے کو ستانا منع ہی

تلخ شیرین کا مذاق اور غیر شیرین کام ہین
شربت دیدار کیا اوسکو پلانا منع ہی

کیا سبب اسکا ہی جسسے دل لگانا منع ہی
آنا جانا بولنا ہنسنا ہنسانا منع ہی

یہ نہین کہتا ہین عاشق کا ستانا منع ہی
ہان مگر ناحق کسیکا دل دکھانا منع ہی

لیجیے جاتے ہین ہم لیجے سلام آخری
خیر صاحب آپ تک گر میرا آنا منع ہی

یاد ملنے کی رہائے گر نہین آتی تمھین
بھولکے بھی بھولی صورت کا دکھانا منع ہی

کیون مسیحائی نہین کرتے ہو لٹنے پر مرے — یہ سمجھتے ہو کہ سوتے کا جگانا منع ہے

بلبلون کو باغ پریون کو پرستان ہے نصیب — اک ہمارا کوچۂ جانان مین جانا منع ہے

محفلِ اغیار مین عاشق کو لیٹنے اے صنم — شمع کی صورت جلانا اور رلانا منع ہے

نوشدارو میرے حق مین گو قسم ہے آپکی — بے ضرورت اوسکا بھی اے یار کھانا منع ہے

تشنہ کامی سے لبون پر جان ہے قاتل مری — مجکو آبِ تیغ بھی کیا اب پلانا منع ہے

کیا کہین تمسے بھلا ہم سب سے بہتر ہے سکوت — اپنے دل کا حال عاشق کو سنانا منع ہے

پہلے ایسا ربط تھا غالب ہمین تم جان تھے — پاس بھی اب میرا اے صاحب بٹھانا منع ہے

سوسن و گل کا اگر دستہ نہین آتا پسند — ملکے مسی بھی لبون پر پان کھانا منع ہے

عشقِ شیرین ہے تو سن اے کوہکن شیرین کا قول
پھوڑنا پتھر سے سر کو اور دکھانا منع ہے

کتنی ہی بے مکھے صفائی سے نہین پر چاندنی — کب نظر پر نور دلبر کے ہو ہمسر چاندنی

آفتاب روی جانان کا اگر پرتو پڑے
دھوپ کے مانند ہو جائے مقرر چاندنی

تیرہ کاکل ہے یہ عالم اوس رخ پر نور کا
ابر تیرہ مین ہے جیسے جلوہ گستر چاندنی

اس تپے سے خط مرا ایسا مکان یار مین
چرخ کی ہمسر وہان ہے ای کبوتر چاندنی

ہے زمانے کی دورنگی کا تماشا جلوہ گر
دھوپ دن کو سایہ گستر شب کو ہے اکثر چاندنی

وصل کی شب آج ہے اتنا تکلف بڑھ گیا
جو شب مہ مین بچھائی چاندنی پر چاندنی

تیغ ابروی صنم کا ہو جو خستہ پھر آوے
شب کو ای شیرین بھلا مارے نہ کیونکر چاندنی

نئے انداز کا یہ کان مین ابر کے بالا ہے
گمان ہوتا ہے سب کو یہ فلک پر مہ کا ہالا ہے

نمایان خال مشکین کب ہے تیرے روی رنگین پر
گلستان جہان مین بے تصنع داغ لالا ہے

ہوئی بس خضر کو حیرت نکالی مانگ تجھ تمنے
نیا کیا خوب یہ ظلمات کا رستہ نکالا ہے

پس از مردن اوگے کیونکر نہ نرگس خاک تربت سے
اشارے نے تری آنکھون کے مجھکو مار ڈالا ہے

جو دیکھا نہین سر کو آنکھین بھی وحشی ہو گئے آہو
ادا و ستم قتل کو جیسے یہ بنا کا لا ہی

بشر کیا خاک ہو کیا مال ہے بیشک دست قدرت نے
مگر یہ عضو تیرا ای پری سانچے مین ڈھالا ہی

شب فرقت مین پہنچا ہو زمین سے تا کجا تیر مین
خدنگ آہ اپنا تا بہ پای عرش اعلا ہی

ہم ایکدم تجھے دل سے جدا نہین رکھتے
سوا ترے کوئی ہم آشنا نہین رکھتے

ذرا خدا سے ڈرو ای بتو جفا نکرو
ذرا یہ سوچو تو کیا ہم خدا نہین رکھتے

کہان کی کسکی خبر کیسی عقل کیسے حواس
ہم اپنے ہوش ہی ہمدم بجا نہین رکھتے

ہر ایک شی کو ہی دنیا مین انتہا بیشک
ہم اپنے غم کی مگر انتہا نہین رکھتے

ضرور چاہیے کچھ عالم محبت مین
جفا ہی کیجیے گر تم وفا نہین رکھتے

ہمارے لب سے نکلتا ہی سچ [illegible]
وہ ہم جرس ہین کہ ہرگز صدا نہین رکھتے

[illegible]
ہم [illegible] کے سوا [illegible] نہین رکھتے

فراق یار مین اتنا نہین قرار مجھے
ہزار طرح کا رہتا ہو انتشار مجھے

پلک جھپکتی نہین میری ٹکٹکی سے کبھی
الٰہی کسکا یہ رہتا ہی انتظار مجھے

کمال وادی وحشت مین دل لگا میرا
بشکل گل نظر آیا ہر ایک خار مجھے

بہار گل ابھی میرے گلے کا ہار بنے
گلے کا اپنے اگر بھیجدے وہ ہار مجھے

جہان کے باغ مین ہمدم میں غنچۂ رنگین طبع
دکھائے بہمن مین وہی موسم بہار مجھے

کبھی چمن مین مرا دل نہین بہلنے کا
سنائے نالے عنادل اگر ہزار مجھے

زیادہ مجھسے تو پھر کوئی خوش نصیب نہین
اگر مدینے مین شیرین ملے قرار مجھے

درد فراق ہی مین سدا ابتلا ہے
دنیا مین اس طرح جو رہے ہم تو کیا رہے

ہر گل کی ہر ثمر کی دعا ہی بہار مین
گلشن تمہارے حسن کا پھولا پھلا رہے

امید جلد آ مرجان ہی رات بھر
تا صبح شام سے جو مشتاق [illegible]

بخشی ہی ور حق نے اوسکے لئیے جو روح کو
وہ دربان حیات مین شکر خدا سے ہے

قصہ سنے جو عاشق آشفتہ حال کا
برہم نہ ایکدن تری زلف دوتا رہے

آہون سے عندلیب کی دوزخ گیا چمن
گلزار کوی یار مین جا کر صبا رہے

اپنی یہی مراد فقط شاعری سے ہو
شیرین ہمارا نام جہان مین بنا رہے

جسکو جی چاہے تو عیب اوسکا ہنر ہوتا ہی
اوسکا پتلی کیطرح آنکھون مین گھر ہوتا ہی

وہی مین ہون کہ نہ تھا چین اوسے میرے بغیر
اب مہینون نہین پرسان خبر ہوتا ہی

نئی پیدا ہوئی بانکون سے ملاقات اوسکی
کیون نہ پھر جائے کہ صحبت کا اثر ہوتا ہی

کلمہ میرا ہی تھا اوسکی زبان پر ہر دم
ابتو شکوہ مرا ہر شام و سحر ہوتا ہی

دلمین رکھتا ہون شب نہین لاتا شکوہ
کہین ایسا بھی عالم مین جگر ہوتا ہی

[illegible]
[illegible] ایسا بھی بشر ہوتا ہی

ہوتی نہیں ہے مجھ سے خوشامد کسی کی اب
پہلی سی چاپلوسی کی عادت نہیں رہی

شکر خدا کہ رسم وفا لاتے سب بجا
دل میں جو چاہتے ہے ابکی حسرت نہیں رہی

میں اپنی وضع نیک سے ہوتا ہوں کب جدا
گو تمکو میرے حال پہ شفقت نہیں رہی

شیرینی کسی سے مطلب دل کیا حصول ہو
نیکی کی اب کسیکو بھی ہمت نہیں رہی

نہ آیا وہ دلبر سحر ہو گئی
تمنا ہی میں شب بسر ہو گئی

وہ اسکے گلے سے نالے کہاں پا نہیں
مرے دلکو شاید نظر ہو گئی

نہیں زندگانی کا اب کچھ مزا
مری حالت اوس بن بتر ہو گئی

ہوئی عمر شور و فغاں میں تمام
ہماری دعا بے اثر ہو گئی

نہ کچھ بھی ہوا کام اپنا درست
یوں ہی عمر ساری بسر ہو گئی

نہ تھی تیغ عصیاں سے ہرگز مفر
مجھے رحمت اوسکی سپر ہو گئی

تری آستین کب بھلا ہی صنم — ترے اشک خونیں سے تر ہو گئی

کریگا نہ تقصیر میری معاف — ترے دل کی مجھکو خبر ہو گئی

بہت دن سے شیرین ترے عشق کی
جہان مین حکایت سمر ہو گئی

غم فرقت مین ایسا اشک چشم نم سے نکلتا ہی — کسی چشمے سے پانی جسطرح پیہم نکلتا ہی

جہان مین کون ایسا ہی جو خرم نکلتا ہی — یہان جو بیغم آتا ہی وہی پر غم نکلتا ہی

تری گرمی سے ناہموار بھی ہموار ہوتے ہین — کہ جیسے جام کا آتش سے جیسے خم نکلتا ہی

پری کو تاب و طاقت کیا جو تیرے سامنے آوے — ترے جلوے مین جانان نور کا عالم نکلتا ہی

شب وصلت مین انگیز ہی اندیشہ فرقت — سحر تو دور ہی میرا ابھی سے دم نکلتا ہی

نہ آنسو ہی جو تیرے دیدۂ گریان سے جاری ہی — مگر یہ جوش سے آب چشمۂ زمزم نکلتا ہی

کہتا ہون پر یہ کے بہر نم [illegible] — جہان مین [illegible]

صفائی مین مرے دل کے مقابل لاکھ گر تو دے
نہ آئینہ سکندر کا نہ جامِ جم نکلتا ہی

مرے اوج غبار دل سے ہوتا ہی بہت حیران
فلک پر جبکہ شیرین عیسیِ مریم نکلتا ہی

کسکو خالق نے کیا پیدا بشانِ مصطفی
سارے عالم سے ہی بڑھکر عز و شانِ مصطفی

جسم و جان و دل ہی اپنے کچھ نہین جو ہی مرا
مصطفی مالک ہی میرا مین ہون آنِ مصطفی

بار عصیان سے نہین اوٹھتا ہی اوپر سر مرا
بخشدے یارب طفیلِ خاندانِ مصطفی

اونکی الفت مین مرا رہتا ہی ہر دم دل کھنچا
وہ جو ہین شمشاد و سرو بوستانِ مصطفی

جو نہ پیدا اوسکو کرتا حق نکرتا کوئی چیز
واسطہ ہر شی کا ہی ذات حسانِ مصطفی

نیک کر آغاز سے انجام میرا ای کریم
بہر عز و شان و قدر و حق و آنِ مصطفی

بندۂ شیرین کی ہو مقبول یارب یہ دعا
حشر اوسکا ہو طفیلِ عاشقانِ مصطفی

متفرقات

غزل در صفت بارہ دری باغ نشاط افزا کہ اسمش سرور افزا است

سرور افزا یہ کیا مکان ہو کہ نور آنکھون کو تن کو جان ہو
سرور افزا یہ ہر زمان ہو جو اس مین آیا وہ شادمان ہو

یہان ہین کیا کیا پری شمائل کہ جنکی صورت پہ دل ہو مائل
ادا و شوخی مین اپنی کامل کوئی یہان ہو کوئی یہان ہو

نئے شجر اور شجر مطرا شگفتہ چمن مین ہین پھول کیا کیا
کہ عکس سے جنکے بس ہویدا ہر ایک جانب کو گلستان ہو

بلوری آگے اور اون مین شمعین ہر ایک جانب کو ہین فروزان
کہ جیسے معشوق کا ہر اک عضو پردہ زر سے دلستان ہو

ظروف آرایشی یہان سنگ مرمر کے بلکہ زر کے ہین

مثال مہتاب تاب جنکی جدھر کو دیکھو گہر فشان ہی

نصب ہین تصویرین جو کمشو مین وہ ایسی گویا سنین و مکین

کہ جنمین یک ایک شکل سو سو طرح کی دکھلاتی خوبیان ہی

وہ چھپے ہین وہ قمقمے ہین کہ دلمین اب او ٹھتے ولولے ہین

نہین طبیعت کو اور خواہش عجب طرح کا یہان سمان ہی

بچھے ہین فرش و فروش کیا کیا کھنچے ہین نقش و نگار زیبا

یہان کا دربان ہی حفظ ایزد اور ابر رحمت کا سائبان ہی

چمک چمک کر جھمک جھمک کر وہ نور دکھلاتی روشنی ہی

کہ ایک عالم کو چاند تارون کا ہانڈی فانوس پہ گمان ہی

عجیب یک مکان ہی شیرین کہ اسکے نقش بیان ہوا نگین

بجا ہی قول تیرا جہک کہ اسمین کیفیت جنان ہی

غزلیات در شان سمدھن

منہ سے اپنے ذرا گھونگٹ کو ہٹا دے سمدھن
تیرے مشتاق ہیں سب جلوہ دکھا دے سمدھن

پہلے کر لینے دے جو جی کی ہمارے ہی خوشی
پھر تو جو چاہے وہ پیچھے سے سزا دے سمدھن

یہی موقع ہے کہ ہیں چند براتی سوتے
جسکو جی چاہے ترا اوسکو جگا دے سمدھن

زندگانی کا مزہ ہے یہی مشتاقوں سے
لب سے لب سینے سے سینہ تو ملا دے سمدھن

ہمنے گانا تو بہت بار سنا ہے تیرا
سر محفل ہمیں اب ناچ دکھا دے سمدھن

کسکے بہکانے سے شرماتی ہے گھبراتی ہے
ہاتھ پھروا کے دھڑک دلکی مٹا دے سمدھن

چون نہیں کرتی ہے کیوں کسنے تیرے ہونٹھ سیے
کوئی اور اس سے صدا بڑھ کے سنا دے سمدھن

کہتے ہین سب یہی ہے دولھا دولھن کی مرضی
یہ غزل شیرین کی ہے اسکو تو گا دے سمدھن

سمدھن کھڑی دل لینے کو تیتوں ہے سمدھائے
دکھلا دو مسکا کے جی لی کی چنیا کو دو سمھائے

مطلب کے لیے انھین سے بلوالو کسی کو | بیٹھے ہین کئی طالب دیدار تمھارے
سودے کے بہانے سے بلاتی ہو ہر اک کو | کام اپنا کرالیتی ہو پھر کہتی ہو جارے
مکار و فسو بن ہو وہ دمباز ہو قحبہ | اس حسن پہ سمدھن کے تو مت جائیو پیارے

گاتا ہی تو کیا محفل شادی مین مغنی
شیرین کی غزل گا کے تو سمدھن کو سنارے

ملھار ہای زبان ہندی

بادرے او کرے پیا بن اب کیسے رہیے | بجلی کی لوسے ہان ہان برہا مو گھیریو
گرج گرج کے موہے ڈراوے جان اکیلی آن ستاوے | یہ کھ کا کے ہو مین سجنی پیا نکس گئے مو کر سے

ایضاً

گھن گرج گرج جھک برسے رے | موہن نرکھ میگھ نکسے گھر سے رے
تڑپ تڑپ اور گرج گرج کے اونڈا او متا او گھمنڈ گھمنڈ کے | چھینت ہی جیا کرست سے

ایضاً

چمک چمک گرج گرج گھمنڈ گھمنڈ آئے	تڑپ تڑپ لرج لرج جیا مورا ڈرپائے
چمک چمک برست ہے پیا بن جیا ترست ہے	لے ری سکھی موہن بن جیا گھبرائے
گرج اومنڈ گھمنڈ جھک جھک برسے بدروا	بولت مور پپیہا دوروا
ایسے سمین میں چھپڑا اکیلی کہت سکھی کچھ بن نہیں آوے	چھانڈ چلے پیا کاہے نہروا
گرجت چمکت برست چہون اور	دیکھت بنت کچھو کہہ نہیں آوے

جائے بسے پیا کون نگروا

اومنڈ اومنڈ مرا جیا بھر آوے	برہا بتھا موسے سہو نہ جاوے

شام لگے کبہی کے گروا

ایضاً

بادل گرج گگن چھائے	گھڑی گھڑی پل چھن بہا ستائے

ہمرے پیاپردیس سدہارے	ارت بدرا جھک آئے کارے
دادر مور پپیہا بولے	بنا پیا کچھہ موہے نہ بہائے

ایضاً

بنا پیا جیا کس سمجھاؤن	پیا ملے تو مین بل بل جاؤن
دادر مور پپیہا پیو پیو کرے	کوئل کوک سن ہوک اوٹھے
یہ دکھہ کاسے کہون مین سجنی	پنکھہ نہین کس پیا تک جاؤن

ایضاً

کیسی بدریا کالی چھائی	پیا نہین برکھا رت آئی
جھنگر مور چنگھار پکارے	کل نہ پڑے موہے برہا کے مارے

پہلی پپیہے سنے آن جگائی

ہمرے پیا پردیس بسے ہے	ارت بدرا ت رین گھمنڈ ہے

ناکمی پاتی نہ کمبر بٹاتی

نت نت بیٹھے دھوندری بدروا — سو جت تا بین موہے ڈگروا

دیت جھکور پون پوروائی

ایضاً

گھن گرج گنگن چھائے — دامنی دمک ڈرپائے

ایک تو اکیلے برہا ستائے — دوجے پیا نہین آئے

کاسے کہون کت جاؤن سکھی ری — نین نیر بہائے

چونک چونک موہ کل نہ پرت ہی — جوبنا مدن جگائے

اوت ہین کنت بدیس بین سکھی — ات بدرا ابھرائے

ایضاً

سکھی کاری بدریا گھر آئی — پورن چلت پوروائی

امواکی ڈال پپیہا بولے — کویل سبد سنائے
گرج گرج برست ہی مورے آنگن — بجلی چمک من بھائے

دادرا ہلے

ایضاً

بھلا نندی تو ہیرن ہماری بھئی — سنیان ہمری برائی کہی
نہ ہم نکسے اپنے مندرسے — نہ کوئی رسیا کے سیجون رہی
لاکھہ کہی پپیا ایک نہ مانی — اسی جھگڑے مین ساری رین گئی
کرموری پکڑی کلائی موری مسکی — لوگون مین مری یہ لاج گئی ۞
جاؤ رے جاؤ پیا ہم سے نہ بولو — اوسی دوتی کی باتین یہ ہووین سبھی
چھیلا مت کرو ہم سے — بتیا مین جانے دو
[illegible] — [illegible]

ایضاً

حکم ناپار جانے کا

او گھٹ گھاٹ پاٹ ات چوڑو ۔ نیّا نہیں ہی لگانے کا
نہ بروبان چپل نابلی ۔ گھاٹ نہیں واکے آنے کا
ہٹ موہن ہٹ کو نہیں مانے ۔ جھوٹا سارے زمانے کا
گھاٹ گھاٹ پر تبوتے ہین ۔ شور مچا ہی نہانے کا

دیگر

جوبن پر کوئی لوکر راکھو

سانوری صورت واکی رس بھری مورت ۔ چھیلا ہی بانکو بانکو
سان سے سی جوبن مورے جاگے ۔ بھور سے سنیاں بھاگو
سنو سارے چھیل چھبیلی ۔ اسکو کرنے کہین تا کو

باجت تال مردنگ جھانجھ سی گاوے ہوری دھمار
وہی لیوت ہین آئین رادھکا کرشن رنگ ڈارے

مین بیٹھی ہون برکھ بھان کے کہتی ہانک پکار
جسودا کے بالک چپل چھبیلے نند کی لاج دولارے

بھاگن سے ات آج من لاگی گوکل ہو رہی بھیر
اوڑت گلال لال بھئے بادل رنگ کی پڑت پھوہارے

مورمکٹ سیتم پر سوہے سمرن ہاتھہ براجے
کانو مین کنڈل گلے مین مالا مرلی بین بجارے

ایک بار کہے دیت ہون سن کانا میری بات
اب تجا سوت ہماری ہیگی واکے گھر مت جارے

بست دِنن پر بانکے آئے گوال سکھا سب ساتھہ
رنگ چھڑکت ہت نالو شامی بھگوا دیو ہمارے

روپ پیا ین عرض کرت ہین سنو غریب نواز
کوئی چٹکت کوئی مسکت اُوکے ہاتھہ مین تھال سنوارے

ایضا

سنیان جاگو کیون نا رے
ترپت ہون برہا کی ماتی ÷

پیا ہم سے اب بچھڑت ہو ÷
دھڑکت ہے گی چھاتی

ایضا

تیکھی چتون پیاری رے نینن سین چلاوت بان | جو دیکھت چھب نک رنگیلی چھوٹ جات سب دھیان

ایضاً

نس دن جاگت بیتی رات سینیان تا ہرن آئے رے | سب سکھیان سنگ نرت کرت ہین

منی را کمو ہات

ایضاً

چھوڑو چھوڑو شام نا گر نند موہی ڈگریا گھیری رے | ہون دو مجھ پہ آج ہون نگ سیاسن نند کی چوری رے

بات چلت مورا انچلا جو پکڑو چھین گگریا پھیری رے | روپ تن یون ملتی کرت ہین دیکھے آنند اموری رے

بہت اوپر بھی ہی ہمکو کیا جھگریا یہی رے

ایضاً

مین تو باٹ تکت رہی ہاری | بندرا بن کی کنج گلن مین

تم بہا سنگ سکھین کیل کرت نینا | مرلی دھر بنوارے

بن موہن موسے کل نہ پرت ہی ۔۔۔ برہا بتھا تن بھاری رے
جب سے دیکھی موہنی مورت ۔۔۔ دل بیچ لاگی پیاری رے
روپ رتن یون من مین گست ہین ۔۔۔ کیون کرت گردھاری رے

دیگر ایضا

مدماتی نینن واری سے گھات کرے ۔۔۔ بھون ہین کمان تیکھی چتون
روپ سروپ بھرے

دی دہن نھاری لٹ ریان کر سیر سنیان جا کے ۔۔۔ سگری رین ستوتن سنگ لوٹے آن لرے
پیت سکری چکوی چکور نے ہوت ہین پرے ۔۔۔ ہمسے جوگ کہو گ کجا سنے ہر جمن نہ دھرے
گھڑی گھڑی پل چھن کل نہ پرت ہے نس دن جیا ڈرے

روپ رتن مکہ چندر تجا کے ۔۔۔ بیندی سیس دھرے

ایضا

بتا م بنا سمجھے کل نہ پرت ہمو نہیں چین پرے گھڑی گھڑی پل چھن ماسا کو نہین میرے گھر

پیا پردیس چھائے رہے بن بن ڈھونڈھ چھن ہیں دمر

ایضا ہوری

تیری یہی بات نہین بھائی شام تم بہت کری چترائی
لپٹ جھپٹ چونر موری جھٹکی انگیا ساری مسکائی
موہے اکیلی جان سکے موہن گجبا سوت بنائی
باجت تال مردنگ جھانج رے دف مجیرا شہنائی
ہاتھہ مین گنگرہ عبیر بھر جوری رنگ کی ہوری مچائی
اپنے رسے اپنے مدرسے نکسین سب سکھیان بن آئی
روپ نراین ایسے کہت ہین کاہیکو رار بڑھائی

ایضا

شامی تم ہم سے کرو مت بتیان　　اب نہ لگاؤ موسے ہے چھتیان

سگری رین موسے تبیت بیتی　　سنو تن سنگ سے ہے رتیان

بار بار مین تم سے کہت ہون　　جانت ہون توری گھتیان

ایسے ندر تم بھی ہو شامی　　جاگت ساس جٹھنیان

روپ نراین سانچی کہت ہین
نرکھت ہین سب سکھیان

ایضا

شامی ہم سے کرو مت بات　　موہے تڑپ گئی بیت رات

مورلا بولے کویل کوکے　　بدرا اوٹھہ سے ہے سات

لکھ لکھ پتیان بٹھاون لاگے　　کنبھا کر رہی گھات

اپنی رے رے اپنے مندر سے نکسین　　سب سکھیان بن کے جات

بدرا گرجے بجیا را لرجے	بجن بجتے مینھا لات
بوندیان پڑت جہلو جہولو	چہتیان رکھو جن ہات

ایضاً ہوری

لگا کے نینوا متوا رسنے موہنہ لئی

سنیوری موری سنگ کی سہیلی آج جو وہان تین گئی

تمہارو لنگروا روکت ڈولی باٹ مین تمہاری رہی

ساس کی چوری نکسی ہون گہر سے گاگر بہوڑ دئی

کمکمہ مارے گلال بہی چہڑکا ہوری یہ کہیلی نئی

بہر پچکاری موہنہ پہ ماری ساری مین بہیجگی

جاؤ پیا تم ہم سے نہ بولو کاگت موری بہی

سب سکہیں مین توپ رتن کی اب یون لاج رہی

چھانڑو پیا تم ہمرو انجپر واکتی ہوں ات لگی

ہوری ٹھاٹھے

کاہیکو بات بنائی	شیام توہے لاج نہ آئی
ٹھاٹھ بناکے سنگ سکھا کے	پھاگن ہوری کھلائی
چویا چندن اور ارگجا	کیسر ماٹ بھرائی
بورد یو سب انگ رنگ مین	ہم سنگ دھوم مچائی
چولے چندر سگرے سجھ کے	تا پہ کرت ہوڑ ھٹائی
بار بار مین تمسے کہت ہون	تا ہک راڑ بڑھائی
جاؤ پیا تم واہی سوتن کے	جا گھر رین گنوائی
روپ نراین منتی یہ کرین	سنیو کنور کنھائی
بندرابن کی باٹ لگا کے	سکھین بیچ لجائی

ایضاً

سج آئی ہی راج دولاری رادھا پیاری | آج ہوری کھیلو شام مراری
گھر گھر تین سب بن بن نکسین | پھر نول تن ساری
کیسر رنگ سنگ لیے گاگر | کرن کنک پچکاری +
جر جر آئے نند دوارے ہی | نیرت دیدی تاری
گال لال کر گئے ہوا جگرے | آج ہماری ہی باری + +
پھند پڑونگے جب سکھین سکے | بنسی دھر بنواری +
بھول جاؤ گے شام سندر جو | گوپن سکے رکھواری +
لی ہین تنک مین مکٹ لکٹیا | پیت پچھوری تھاری
مرلی چھپائی دینہہ درگ انجن | لو ہم گوپ گماری
روپ رتن یون مان کرت ہین | جوبن سکے متواری +

کنجن کنجن ڈھونڈھت ڈولین | کہان سے گئے گردھاری

ایضا

آج پیا سنگ کھیلو ہوری | سب سکھیان سلکے چلوری

پھاگن رت آئی ہی گوری | گاگر رنگ بھر زوری

تھال گلال ہاتھہ پچکاری | عبیر لیو بھر جھوری

کس بدھ بات بناویگا کانا | یا ہی بچار کرو ری

پھگوہ لین ہین شام سندر سے | بانھہ پکر بھر جوری

کرکے سنگار چلین مدھماتی | بن بن بنس سکے تھوری

بستر انگ بنا رنگ بھینا | تن سے سوگند ملوری

روپ تن کر لاکھہ جتن یون | چلین سنج کی اوری

پکڑ لئے کرکان کنور کے | [illegible] پچھوری

تاریخ وغیرہ

تاریخِ ولادت نواب سکندر بیگم صاحبہ مغفورہ

پیدا شدہ نوابِ سکندر بیگم
مجموعۂ داریں و سعیدہ ز میلاد

شیریں پیٔ تاریخ ولادت احسن
با طالع خورشید رقم کرد بجا
۱۲۳۲

تاریخِ شادیٔ کدخدائیٔ محمد جہانگیر محمد خان والی سابق

کدخدا شد سکندرِ بھوپال
با ہزاران مسرت و بہجت

ہمرہِ آفتابِ دولت و جاہ
آنکہ نوابِ آسمان حشمت

از جہانگیر و ہم محمد خان
نام والاش یافتہ زینت

گفت شیریں برای تاریخش
اقتران دو کوکبِ دولت

تاریخ مختاری ریاست

وہ سکندر رئیس خوش کردار | مصدر جاہ وجود و فیض و وقار
کارکن شد بکشور بھوپال | اینکہ از حکم انگلشی سرکار
جست شیرین چو سال تاریخش | ہاتفے زد ندا زہے مختار
| ۱۲۶۳

تاریخ مدرسہ سیہور

مدرسہ سیہور مین جسدم بنا | خوشنما و بیمثال و دلپذیر
واسطے تعمیر کی تاریخ کے | لکھو شیرین ہی بنا بے نظیر

تاریخ بنای موتی مسجد

چون سکندر بہر بیت کبریا | کرد آغاز بنای دلپذیر

از پی تاریخ آغاز بنا

گفت شیرین سجدہ گاہ بی نظیر

تاریخ صدر نشینی

باغ و بہارِ جاہ و مناصب	نقش و نگارِ مسندِ ثروت
نام سکندر بیگم باشد	جملہ خرد ہم جملہ فراست
کرد جلوس از فضلِ الٰہ	بر صدرِ اقبال و امارت
گفت خرد تاریخ جلوسش	باد صدیر صدرِ ریاست ۱۲۷۶

تاریخ مدرسۂ وکٹوریہ

نواب سکندر زمانہ	وکٹوریہ مدرسہ طرح داد
تاریخ بناش گفت شیرین	عالی تعمیر دلنشین باد ۱۲۸۲

تاریخ وفاتِ ممدوحۃ الصدر

سکندر چون ز دنیا رفت سوی جنت الماوا	بر آمد از زبانِ ہر کہ صد حسرت و صد واویلا
بصد آه و غم و رنج و الم من نیز ای شیرین	بتاریخش رقم کردم صد یغما ای جی واویلا ۱۲۸۵

دیگر تاریخ مسند نشینی نواب معین الدولہ نظیر الدولہ جہانگیر محمد خان صاحب بہادر شمشیر جنگ

ہوئے نواب جو ولہ لطفِ حق سے	جو مسندِ مسندِ اقبال بھوپال
قلم کر کے سرِ اعدا کو شیریں	لکھو تاریخ تم خورشیدِ اقبال ۱۲۵۳

تاریخ وفات نواب محمد موح

وا اسے نواب دولہ عالیجاہ	رونق و آب و رنگ کشورِ ہند
حیف صد حیف در زمین آمد	وا اسے صد حیف اے فرزند
گفت شیریں برای تاریخش	با ہزاران الم کہ اخترِ ہند ۱۲۶۰

دیگر تاریخ وفات نواب امرا و دولہ نظیر الدولہ باقی محمد خان بہادر

جنات عدن یدخلونہا ۱۲۵۴

تاریخ مسند نشینی نواب شاہجہان بیگم صاحبہ جنیں تو و سلطان جہان بیگم صاحبہ وغیرہ

شد تولد با حسن الاعلان	نورِ چشم سعیدۂ دوران

تاریخ نکاح ثانی خود

گر شوم از حکم خدا ثانی نکاح خویش را	از میان صدیق حسن خان سیادت ماثر
بشنو از شیرین لب شاه جهان بیگم چنین	اختر اقبال با ماه شد تاریخ آن ۱۲۸۸

تاریخ جشن نشره نواب سلطان جهان بیگم صاحبه

درین ایام عشرت جشن دوران	مسرت بر مسرت شد نمایان
ز فیض حامی و عیش و عشرت	هوا گردید از دل رنج و کلفت
بهر جا شادمانی جلوه فرما	نظر محو تماشا و تماشا
ولیکن آنکه سلطان جهان را	بود تقریب جشن نشره برپا
ز یکسو تهنیت گویان تحسین	ز دیگر سو صف آئین آئین
بدل آمد پی این جشن والا	نمایم رنگ تاریخی مرتب
بگفتم مصرعه شیرین نظامی	مبارکباد گیتی جشن نشره

تاریخ طبع دیوان مترتب کن

چو گردید ترتیب دیوان من — ہم از طبع گشتہ قبول قلوب

پی سال تاریخ ترتیب و طبع — چو شیرین نوشتم بسے خوب خوب
۱۲۸۸

تاریخ ترتیب دیوان از شاہ میر خان بسمل ملازم وبکار ریاست

یہ جو دیوان لکھا ہے شیرین نے — درج گوہر ہے ایک سربستہ

بہر تاریخ تو بھی لکھ بسمل — سخن پاک کا ہے گلدستہ
۱۲۸۸

خاتمۃ الطبع مع تاریخ

الحمد للہ علی احسانہ اس آوان فرخی اقتران مین دیوان رنگین مصنف نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ عالیہ اریکہ آرای ریاست بھوپال متخلص بشیرین بسعی وافر امید وار رحمت خدای قادر محمد عبد الرحمن شاکر [illegible]

دیباچہ بہارین ہو + بکمال آرایش و تمام زیب نمایش بجسن سعی
محمد عبد الرحمن خان صاحب شاکر مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپ
چشم بد دور مرآت حسن نما آینہ خانۂ مطبع سے مجلی و مزین کر روبرو معانی
جلوہ فرما ہوا + اگر اسکی رونمائی مین نقد دل دیجیے تو بجا ہو + مروارید
حروف آبدار پر گوہر جان نثار کیجیے تو زیبا ہو + الفاظ رنگین سے رنگینی
چمکتی ہو + معانی شیرین سے شیرینی ٹپکتی ہو + بول چال کا نیا رنگ
چھیڑ چھاڑ نوک جھونک کا جداگانہ ڈھنگ مصرعہ مصرعہ دلفریب آیا ہوا جلوہ گری
صفحہ کا غذ پر ہر بیت کا یہ عالم کہ گویا تخت سیمین پر پر کھولے ہوئے
آمادہ پرواز نازپری ہو + بندش الفاظ لطیف و چست + محاورہ بندی
سلیس و درست + تمام کلام درد آمیز شوق انگیز + عاشقان پر سوز وگداز کا
دل آویز + کلام الملوک ملوک الکلام کا قول اسی کلام پر مخبر صادق ہو

عیان را چہ بیان مشک خود بوید نہ کہ عطار گوید مطالعۂ دیوان ہمارے
دعوی کی دلیل ہے اتنی ہی بہ زبان ناطق ہے۔ اسکا ایک ایک شعر معانی رنگا رنگ کا
خزینہ ہے۔ ساری صورت مدعا برای العین دیکھ لو ہر لفظ آئینہ ہے بالفاظ دیگر
معانی تابدار ایسے جلوہ کنان کہ گویا نور شمع شیشے کی فانوس سے عیان ہے

عجب دیوان ہے روشن خانۂ حسن	نہ کیوں مشتاق ہوں پروانۂ حسن
لطافت کوٹ کر اسمین بھری ہے	ہر اک بیت اسکی گویا اک پری ہے
وہ ہین الفاظ رنگین بسکہ شیرین	معانی سب جسکے خود سر گرم تحسین
زبان ہووے جو صرف وصف اسکی	بنے وہ ماہی دریای معنی
صفت جتنی کرون اسکی وہ کم ہے	مجھے اقبال کے سر کی قسم ہے

قطعۂ تاریخ

جو مشک ناف غالب ہین [illegible]	وہ [illegible] فلک کی [illegible]

ماشاء الله لا قوة الا بالله
بتوفیق ناظم دیوان مالک سخن پردازی ناسخ تاج افکار خادمان بادشاه اعظم معنی طرازی
دیوان
۱۲۸۱

محلی سنہ [illegible] کی بستی و [illegible]

تحریر بتاریخ ۲۱ مارچ ۱۹۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو بیانِ وصفِ تو حضرتِ سبحان ہوا
مطلعِ شمس و قمر یان مطلعِ دیوان ہوا

تیرے جلوے سے ہوئی آرائشِ کون و مکان
مہر سے تا ذرہ تیرے نور سے رخشان ہوا

منعکس اسمین ہوا نورِ تجلی ہی ترا
صورتِ آئینہ اوس سے چہرۂ خوبان ہوا

خاکساری جسنے کوچہ کی تیرے کی اختیار
گرچہ تھا ذرہ منظرِ نیّرِ تابان ہوا

پڑ گئی تیری نگاہِ قہر اور الطاف کی
رو دیا شبنم نے ڈر سے گل ہر اک خندان ہوا

شان قہاری سے تیری نار دوزخ بن گئی
لطف سے تیرے مرتب روضۂ رضوان ہوا

نالہ اوسکا نغمۂ گل سے ہوا دلچسپ تر
جو کوئی گلشن کا تیرے بلبل نالان ہوا

سرکشی کی جسنے تیرے حکم سے ناری ہوا
جنتی ہے وہ جو تیرا تابع فرمان ہوا

کسطرح دولہ نہ تو ہووے جہانگیر ایکبار
حال پر تیرے جو فضل ایزد منان ہوا

کیا وصف لکھوں فخر عرب شاہ عجم کا
مقبول خدا کا ہے وہ شافع ہے امم کا

دستور عمل ہے ترے اخلاق کا قرآن
کشاف بیان ہے ترے اسرار قدم کا

وہ عدل زمانے مین ہوا آپکے ظاہر
جو گرگ نگہبان ہے غزالان حرم کا

جس جا پہ وہ ہو عرش سے وہ جا ہے مقابل
وہ رتبۂ عالی ہے ترے نقش قدم کا

تھے جتنے رسل انجم افلاک ہدایت
مخفی ہوے جب شمس ترے نور کا چمکا

کھلتا ہے وساطت سے تری سر الٰہی
جلوہ ہے تری ذات میں اعجاز قدم کا

ہمسر ہو علم گر علم کا کاہکشان سے
تو مہر ہو پہ پرچم ترے لشکر کے علم کا

کھچے کی ہوا سے ترے جو ہو ترو تازہ
جنت کا نہ طالب ہو نہ وہ باغ ارم کا

ذوقِ ابھی بینا ہو تری چشم ارادت
گر کحل جواہر ملے اوس خاک قدم کا

ہو جلوہ ہر بگولے میں جیوں طاؤس رقاصانکا
ہر مٹی وا غدار ونکی غبار اپنے بیابان کا

مہیب اس مرتبہ ہو ہر شریان داغ سوزنکا
کہ جسکو ذرے سے زہرہ آب ہو مہر درخشان کا

ہو مجہ وحشی میں باقی وحشت مجنون بھی
کہ اپنی خاک سرمہ بنتی ہو چشم غزالان کا

چلی جاتی ہے مخلوق اوس طرف بے خوف تیغ
الٰہی مرکز عالم مگر کوچہ ہو جانان کا

فضاے لامکان نہیں کیون چرخ اوتار پھرتی
دھوان دہ مین گھٹا عشاق کی ہو آہ سوزانکا

خیالِ مصحفِ رخسار پر نور اپنے ہو دل میں
کہ ہو تاریک تربت میں چمکتا نور ایمانکا

گمان ہو خال و در گیسو و پیشانی چاند جبین
سما کا مشتری کا مہر کا ماہ درخشان کا

خشک تھی جو یہ دیدۂ تر بہتر تھا
خوف رسوائی سے ورق یا رونا آتا ہوتا

ایک پل شدت گریہ سے نہیں فرصت ہی
ورنہ رونیکا رقم یاسنے مجھکا ہوتا

تیرا دیوان بھی فرہنگ جہانگیری ہی
کشف مغلق مین ہی تجھسا کوئی پیدا ہوتا

حل اشکال مین دولہ تو ہی سر دفتر خلق
کیونکر اس فن کا ترے سر پہ نہ سہرا ہوتا

بوسہ جو لیا خواب مین اک غنچہ دہن کا
داغون مین ہی عالم مرے کلہائی چمن کا

جسطرح گل تازہ کھلی باغ ارم مین
اب بھی تو یہ عالم ہی مرے داغ کہن کا

گاتی ہی دوپٹہ کی بندھی بال پریشان
دل کیون نہو مفتون ترے بیساختہ پن کا

جون غنچہ ہو ہر لحظہ اوسے اور ترستے
جوبن ہی بلا جوش پہ اوس شنگ چمن کا

پھر وہ نگہ لاسا بچے لاکہ طرح سے
ملنے کا نہیں قیس کو رستہ مرے بن کا

ہی جامہ عصمت بھی پھولونکی سی چادر
ہی رنگ جو آنکھون مین ترے گل سے بدن کا

خوبان تری کاکل شکین کا جو ہی صرف	دل خون نہ کیون نہ شک سے ہو مشک ختن کا
چھوٹی ہوئی مہندی جو ہے یادوں کی ہاتھ آئی	ہوتا ہی مدارک ابھی یان دل کی جلن کا

قطعہ

وعدہ تو مقرر یہ مرا تجھسے ہوا تھا	خبر تیرے نہ عاشق ہون کسی غنچہ دہن کا
معذور ہون گر بھولے سے ہو وعدہ خلافی	ہون دیکھنے والا مین تجھی وعدہ شکن کا
آلودہ خون ہی خلش خار کیصورت	ہر آبلہ مین رنگ ہی گلہای چمن کا

نکہت نہ جہانگیر ہو دولہ تری کیون کر
ہی تجھمین رچا رنگ عروسان چمن کا

یان ہجر مین محشر دل نالان نے دکھایا	کانون سے جو سنتے تھے سو سد دل نے دکھایا
مجنون کا اوٹھا پردہ ہستی دھر ورآہ	آنچل نہ اوسے صاحب محمل نے دکھایا
ہم رہ گیے دیکھ اپنی اس آغوش تہی کو	گرد اپنے جو بالہ مہ کامل نے دکھایا

سرگشتہ ہیں ہم نہ کھلا زلف کا عقدہ
کیا پیچ اب اس عقدۂ مشکل نے دکھایا

تجھکو ہوا زخم جگر سے مرض سل
جب زخم جگر آپ کے بسمل نے دکھایا

جون ریگ رواں بادیہ پیمائی ہی تا عمر
منہ ہمکو نہ آسایش منزل نے دکھایا

کب اہل سخاوت ہے ہو تقدیر کے بن فیض
ہم سمجھے لب خشک جو سائل نے دکھایا

گھونگھٹ سی عیاں صاف ہے اوس یار کا جلوہ
عینک کا مزہ پردۂ حائل نے دکھایا

اوس زلف کی تاثیر سے آنسو ہیں سیہ پوش
سامان الم اشک کی محفل نے دکھایا

دولہ یہ غزل ہمنے سنائی تو خجل ہو
دیوان نہ پھر عاقل و غافل نے دکھایا

احوال جگر سوز جو اس محفل نے دکھایا
غنچوں کو نہ منہ اپنا عنادل نے دکھایا

طلع اوس رخ پر نور کا جب گل نے دکھایا
پھر نور نہ اپنا مہ کامل نے دکھایا

ہے تیغ تری جاذبۂ ان شہادت
رستہ یہ مجھے مرشد کامل نے دکھایا

افسانہ سمجھکر وہ اوسے سنکے ہی ہوتا | آرام اسے شور سلاسل نے دکھایا

ق

کہتا تھا یہی قیس مری راہ فنا آج | کھوئی ہوئی غم لیلی غافل نے دکھایا

آنا جو تھا یان تو سبھی کہدیا ہوتا | رستہ مجھے کیون جسم مقاتل نے دکھایا

گرداب اجل زخم جگر سبکے ہی نزدیک | یہ آب بقا خنجر قاتل نے دکھایا

اب زخم جگر چشمہ ہی اک آب بقا کا | لو زیست کا سامان مرض سل نے دکھایا

کل تمنے جو گھر کا تہا تو غیرت کے سبب سے | منہ اپنا نہ پھر عاشق بیدل نے دکھایا

اوس گل کی جو فرقت مین سنا ولولہ کا نالہ
غنچون کو نہ منہ اپنا عنادل نے دکھایا

ہی طرفہ شب وہ شائق جام شراب تھا | گردش سی جسکی چشم کی عالم خراب تھا

رونے سے میرے ہوتا نہ طوفان کیون بپا | ہر قطرہ اشک کا مری رشک سحاب تھا

تھا تذکرہ تیرے عرق شرمگین کا رات | شرمندگی سی پانی سے پتلا گلاب تھا

تاہم خدا ہین وہ مقصود نہان آیدا
جوہر صنعت مین جسکی نداست ہے آب تھا

تیزی سے جو نشان قدم تک نہین عیان
توسن ہماری عمر کا صرصر شتاب تھا

تحقیق جب کیا تو نہ تھا کچھ سواے وہم
بحر جہان بھی واقعی گویا حباب تھا

شانہ کیا جو غیر نے وان زلف یار مین
سنبل کیطرح دلکو یہان پیچ و تاب تھا

جون خار دلمین تھی مژہ یار کی خلش
فرقت مین اوسکی سانس بھی لینا عذاب تھا

وہ یار جانتا ہے مری پاکدامنی
آئینے پر کھلا مرا عیب و صواب تھا

اوسکا خیال جو دل حیران مین تھا مرے
آئینہ نور عکس سے یان فیضیاب تھا

یون وصل مین وہ کرنے لگے عذر ہجر کا
شکوہ نہین ہے دہر کا اک انقلاب تھا

فرصت ندی سما نے ملنیکی آپ سے
مجبور تھے ہم اسکا بہت کچھ حجاب تھا

ہوویگا حشر میرا شہیدون مین جو یان
مقتول لعنت خلف بوتراب تھا

و لہ غزل سنکے اسیطرح اک اور
شائق تمہارے شعر کا ہر شیخ و شاب تھا

جلوہ نما جو یار مہ و خور سے بے حجاب تھا
نظروں میں آج مثل سہا آفتاب تھا

شب کو جوان جیسے تھے صبح مبدل شباب تھا
سمجھے سواد مو کو کہ رنگ خضاب تھا

خیرہ تھی چشم اپنی ہوئی سب بے حجاب تھا
افراط نور یار کے رخ کا نقاب تھا

کیا روز وصل حاجت خوشبوی و عطر تھی
ہمکو پسینا یار کا عطر گلاب تھا

حسن ملیح نے نمکین کر دیا مجھے
سوز فراق یار سے دل جو کباب تھا

دامن میں تھی بہار گلستان بیخزان
آنکھوں سے ہجر میں جو روان خون ناب تھا

اوڑتے جو آج آ گئے پر مرغ نامہ بر
پاس اوسکے کیا یہی مرے خط کا جواب تھا

تھی چاندنی بڑھکے ترے گھر کی چاندنی
پاپوش کا ستارہ تری ماہتاب تھا

اب تیرے رخ کے آگے برص کا سا داغ ہے
کہتے ہیں لوگ آگے یہی آفتاب تھا

پرتو فگن جو بحر میں تھا عکس شمع ساق
روشن بسان قمقمہ ہر اک حباب تھا

عاشق سمجھکے مارا جو معشوق [illegible]
اے یار حق میں [illegible] تیر شہاب تھا

دلکو جو میرے توڑ دیا ہی یہ جا کو ٹھکر
نزدیک یار کے یہ ورق انتخاب تھا

غائب ہوا نہ دیدۂ عالم سے ایک پل
حیرت فزای خلق مرا اضطراب تھا

غصے کو پیکے رہ گئے تم کیا سبب ہوا
شب میرے حال پہ جو وفور عتاب تھا

کن کن کی گالیان مجھے دیتے جو لاکھ بار
کرتا شمار ایک جو مین کیا حساب تھا

مخدوم ہونگا خلد مین غلمان و حور کا
مین خادم جناب رسالت مآب تھا

ولہ غزل اک اور بہ تبدیل بحر کہہ
اسکا ہر ایک شعر تو جام شراب تھا

غرق اوسکی چاہ مین اپنا دل کباب تھا
حلقہ چاہ ذقن بھی حلقۂ گرداب تھا

جو سمایا دل مین شب وہ غیرت مہتاب تھا
داغ روشن ہو بہ بر خلعت کمخواب تھا

اجنبی نا واقف و بیگانہ سب لگتے ہین وہ
مجھ سے ہم اندلی سے لگے مرا القاب تھا

بال و [illegible] جہکا [illegible] ہی لیکے
ہوا [illegible] قطرہ وہان سے گر کے [illegible] تھا

قطرۂ اشک آنکھ سے گر کر ملا مٹی میں آہ
تھی جگہ آنکھوں میں جب تک گوہر نایاب تھا

رکھتے ہیں زخم جگر مثل کتان تجھ بن چاک چاک
مرہم زنگار گویا پنبۂ مہتاب تھا

گہ نظر تھی میری مہ پر گاہ روی یار پر
جسنے رکھا سر مری زانو پہ محو خواب تھا

پارہ پارہ ہوکے آہ آتشین سے اڑ گیا
کاسۂ چرخ برین کیا کاسۂ سیماب تھا

غارت اہل جہان بس یگانہ ہی ہو گئی
گور مین آنکھیں کھلیں دنیا مین محو خواب تھا

خالی ہاتہ آیا ہون منزل مین الٰہی کیا کرون
لٹ گیا رستے مین میرے ساتہ جو اسباب تھا

روشنی مین شمع سے لپٹے دوپٹے مین رہے
بے تکلف ہونے کو کیا کیا یہ دل بیتاب تھا

وای محرومی کہ مجھسے اور اسکے درمیان
بیحجابی مین حجاب چادر مہتاب تھا

اب بدلکر قافیہ ایک اور بھی لکھیے غزل
بسکہ مدت سی یہی دو ولہ تمہارا واں تھا

جلوہ آرا باغ مین وہ غیرت شمشاد تھا
جون بگولا رشک سے ہر سرو غلطان بر تو تھا

اوسکے خنجر سے ہماری گئی مٹی عزیز — ہون مفید خلق مین جو کشتۂ فولاد تھا

حلقۂ چشم غزالان حلقہ ہای دام تھے — قیس وحشی کے لیے صحرا ابھی اک صیاد تھا

یار وگل کب ملتے آتے دیکھنا ممکن نہ تھا — باغ حسن یار گویا جنت شداد تھا

اوسنے مار خلق کو اور کچھ مسیحائی نہ کی — قالب عیسی مریم مین دل جلاد تھا

میرے خون گرم کے لگتے ہی بالکل تھا وہ تھی — پیشتر تا گردن آب خنجر جلاد تھا

زلف کے سودے مین تھا دیوان سودا کا سبق — عشق خط مین سگے طوطی نامہ فرفریاد تھا

دیکھکر جالی کی ٹوپی اوسکی مرغ دل پھنسا — کیون نہ پھنستا سر پھولدار دام جو صیاد تھا

قتل کرنا عاشقون کا اک قدیمی رسم ہے — چھوڑ جانا نیمجان یہ آپکا ایجاد تھا

ملگجے کپڑے کھلی چوٹی جھمکی لب کی مسی — تیرا وہ انداز بگڑا کیا ملا بیداد تھا

دیکھکر چین جبین ڈالی نہ بھی چین ہا — صورت تصویر حیران مو بمو بہزاد تھا

تلوا آپ ہی سیا ہر اک دوان زخم کو — ہکے دامن سے خوف نالہ و فریاد تھا

نغمهٔ شادی کوئی سمجھا کوئی صوت بکا / مثل نے لب پر میرے اک نعرهٔ فریاد تھا

ق

کچھ نہ عالم پر کھلا ہرگز مرا رنج و سرور / یہ نہ سمجھا کوئی مجھکو شاد یا ناشاد تھا

دشت کو جاکر جو دیکھا قیس کا تھا وان عمل / کوہ کی جب لی خبر وان قبضهٔ فرہاد تھا

بحر کو مسکن حباب بحر کو خیمہ کیا / کیا نئی جاگیر لی مین بھی تو اک استاد تھا

ہے جہانگیر اسلیے نام اوسکا ساری خلق مین / گھر عروس دہر کا دولہ سے جو آباد تھا

کہتا ہے نہ دل وسعت بے پیر سے اولجھا / ناصح مرا دل اس تری تقریر سے اولجھا

دل یار کی جو زلف گرہ گیر سے اولجھا / سودائی تھا اچھا ہوا زنجیر سے اولجھا

زنجیرہ ہر سطر ہو زنجیر کے مانند / دل نامهٔ دلدار کی تحریر سے اولجھا

ابرو کی محبت نہین اچھی کبھی اے دل / وہ قتل ہوا صاف جو شمشیر سے اولجھا

کچھ مجھ پہ کھلے بال سو کھاتے ہین وہ مجھ / لیجے دل عالم اسی تدبیر سے اولجھا

دل ہی جو گرفتار تری چین جبین کا
اُس دام مین مین خوبی تقدیر سے اوجھا

سفاک ذرا کھینچیو تو اسکو سمجھکر
اک تار رگ جان ہی ترے تیر سے اوجھا

بالاے فلک ماہ سے ہالہ پہ پڑی اوس
ہالہ جو کلی کی تری زنجیر سے اوجھا

صد چاک ہوا یان دل سودا زدہ اپنا
شانہ جو وہان زلف گرہگیر سے اوجھا

صد شکر خدا ہاتہ رکھا دوش پہ میرے
جب یا پیچہ پای بت بے پیر سے اوجھا

دولہ تو وہ ہی صاف چھٹا خلق خدا سے
اک رشتۂ اخلاق جہانگیر سے اوجھا

تصور مین جو خندۂ یار تھا
تورونے سے ہر دل پر سرو کار تھا

جمے کیون نہ سنبل مری قبر پر
تری زلف کا مین گرفتار تھا

مرے پاس سے اوٹھ گیا آہ تو
تجھے اسقدر پاس اغیار تھا

جھکا ایک عالم کا قتل مین سر
لیے ہاتہ مین تو جو تلوار تھا

مین نے ملی جو خواب مین تکلہ اوسکے پانو پر
اللہ رے نازکی کہ سحر کو نگار تھا

اوس سے شب وصال مین مصروف عیش تھے
تھا انبساط روح کو دلکو قرار تھا

ٹھنڈی ہوا سی لگ گئے ہم اور وہ گھر گیا
جھونکا نسیم صبح کا ناسازگار تھا

آتا ہے کب وہ وعدہ فراموش سچ ہے یہ
جھوٹا ہی اوسکے آنے کا قول و قرار تھا

یان خون ٹپکا آنکھ سے عین انتظار مین
آلودہ جو حنا سے وہان پاے یار تھا

لکھون بدلکے بحر غزل اور طور کی
ازبس فراق یار سے مین بیقرار تھا

رونق افزا یان جو شب ماہ پر انوار تھا
مطلع خورشید محشر روز دیدار تھا

دل لیا تھا جب تو کیا کیا قول او اقرار تھے
بوسہ جب مانگا تو بالکل برسر انکار تھا

خط نہ نکلا تھا تو یہ بھی چاہنے والوں کا تھا
خود فروشی کے سبب وہ گل سر بازار تھا

چاہ مین پاوسکی نہ ہو [illegible]
آج ہر کہ غیر دیکھا وہ گل [illegible] تھا

دل دیا تھا جانکے بھولا سمجھ وہ شوخ و شنگ
فتنہ تھا مکار تھا غدار تھا عیار تھا

وصل کی شب جو مصیبت تھی بیان کیا کیجیے
جسقدر یان شوق تھا اوتنا ہی ان انکار تھا

تیرے وحشی پر گمانِ ریگ ماہی کیون نہو
شکل ماہی جزو تن صحرا کا اک اک خار تھا

تم خفا مجھسے ہوے اچھا ہوا بہتر ہوا
مین بھی تو ہرجائی پن سے آپکے بیزار تھا

تیری خاطر پاؤن پر لوگونکے اب پڑتے ہین ہم
جن پہ ٹھوکر مارنے سے ہمکو ننگ و عار تھا

اشک کے بدلے ہین لخت دل ہماری چشم مین
اب صدف مین لعل ہین آگے درِ شہوار تھا

چوڑیون مین بھی پسند اول جہانگیری ہی تھی
جن دنون دولہ سے اوس پردہ نشین کو پیار تھا

وہ تو ٹک چہرہ دکھا کر گھر کے اندر ہوگیا
جسنے دیکھا ہوش اوسکا سر سے باہر ہوگیا

کہہ تو دشمن کب سے تیرا یہ بد اختر ہوگیا
درپئے ایذا جو تو اے چرخ اخضر ہوگیا

دل یہ بولا اوسکے صدقے جب مرا سر ہوگیا
رتبہ یہ حاصل تجھے اللہ اکبر ہوگیا

داغ دل ہر ایک سوزان شکل اخگر ہو گیا
اک جہان دیوانہ اوس شک پری پر ہو گیا

کسطرح نکلے نہ ہر دم نالے آہ پر شرر
آتش ہجران سے اپنا سینہ مجمر ہو گیا

چشم مسگون ہی کی گردش سے ہر اک سرشار تھا
خانۂ خمار گویا یار کا گھر ہو گیا

درد و غم رنج و الم آہ و فغان سوز و اشک
کشور دل مین یہ کیسا جمع لشکر ہو گیا

سر اوٹھانے سے تری اے آہ آتشبار آہ
آگ مین اپنا مکان مثل سمندر ہو گیا

وہ جو ملتا ہی تو اب سبکا ہی یہ مجھسے سوال
ہمکو بتلا آشنا تیرا وہ کیونکر ہو گیا

دور گردون سے پڑا پھرتا ہون گردشمین حباب
اوٹھ گیا ساقی معطل دور ساغر ہو گیا

اوسکو مقبول اب فنا نہ اسقدر دولہ کا ہے
کان کا آویزہ سنکر شکل گوہر ہو گیا

ہمخواب میرے ساتھ جو وہ نازنین ہوا
اپنا پسینا عطر گل یاسمین ہوا

اب گھر تمہارا غیرت خلد برین ہوا
فی النار جب وہانسے رقیب لعین ہوا

جبریل کے بھی جلتے ہین پر اب یقین ہوا
تا بام مکان یار بھی عرش برین ہوا

ہمسایہ ہی لالہ داغ بدل گل دریدہ جیب
گل خوردہ یار دفن جو زیر زمین ہوا

کھائے ہین غم مین اوس گل رخسار کے جو گل
اپنا بدن بھی غیرت خلد برین ہوا

وہ پھر گیا ہی جیسے کبھی آشنا نہ تھا
اقرار ورنہ کونسا جیسے نہین ہوا

پروین کیطرح نظم اوسکی ہی پُر فروغ
جو انوری کا میری طرح خوشہ چین ہوا

آغوش مین جو آج کوئی سبز پوش ہی
انگشتری کا اپنی زمرد نگین ہوا

ق

منت کبھی اپنے گھر تھا وہ غیر کے گھر تھا
کیا اس سے فائدہ مجھے اے ہمنشین ہوا

میرا وصال اوسکے تصور مین ہو گیا
مجھ تک نہ آیا میری بلا سے کہین ہوا

دولہ نہ کیونکہ تو ہو جہانگیر فن شعر
مصروف اسطرف کو جو تجھسا نہین ہوا

کب جدا ہو مجھ سے دلبر کب ہین نہ بچھڑتے جدا
ہو نہ گوہر آب سی اور آب گوہر سے جدا

روح تن سے جان بدن سے ہوش ہے سر سے جدا
کیا کشاکش مین پہنسا ہون جیب دلبر سے جدا

ہو گئی برباد مٹی ملگیا مین خاک مین
جب ہوا نقش قدم کیطرح اوس در سے جدا

حشر مین کسکی گریبان گیر ہو گی یا خدا
کیون ہوئی خاک اپنی دامان ستمگر سے جدا

گیا ہی طالع کا ستارہ ہی نحوست مین کا
ہو گیا وہ ماہ جیسے مجہ بداختر سے جدا

لخت دل آگے چلا پیچہے روان ہی فوج اشک
ہو نہین سکتا یہ لشکر اپنے افسر سے جدا

جا لگنے سے غیر کے ہمدم کہین کیا ربط ہی
ہمکو وہ تر سے جدا اور اونکو ہم تر سے جدا

جوش پر ہی چشم تر وحشت نہ لیجا سوی دشت
موسم بارش مین ہم ہون کس طرح گہر سے جدا

ق

کب بچی جب بحر شور افزا مین اک طفل غریق
ہو تلاطم مین کہین دست شناور سے جدا

پائے وہ قعر جہنم مین جگہ اپنی وہان
یا نبی جسکا ہاتہ دامان پیمبر سے جدا

گرچہ ہی کم فرصتی دو دولہ غزل کہہ اور بہی
اندنون از بس ہی تو شوخ ستمگر سے جدا

ہی دُرِ دندان کو چمک آبِ گوہر سے جدا
ہمسری مین لی سطرف کاوش ہی اختر سے جدا

خاک اپنی ہو گئی جو کوئی دلبر سے جدا
دیدۂ تر سے جدا شکوہ ہی صرصر سے جدا

ہی گلِ فردوس کا سا رنگ ہر اک داغ مین
ہو گیا ہون جب سے مین اک حور پیکر سے جدا

آتشِ دل نے کیا ہی خشک سیلِ اشک کو
کب تھا یون نم وماں اپنے دیدۂ تر سے جدا

اوسکے ہر ہر گام پر سو سو طرح کا ناز ہے
جلوۂ قامت ہی کچھ سروِ صنوبر سے جدا

روشنی شمع طور آنکھون مین اپنی ہی سیاہ
ہو گیا مین آہ کس ماہِ منور سے جدا

اوس لبِ جانبخش کے دونون سے ہی رنج و خلش
آبِ حیوان سے جدا اور آبِ کوثر سے جدا

سرگذشت اوسنے نہ پوچھی یہ ہوس دل مین رہی
کر دیا قاتل نے یون ہی سر کو خنجر سے جدا

فتنۂ قامت سے اوسکے ہی قیامت نبع و
خاک مین ملتا ہی محشر اوسکی ٹھوکر سے جدا

وصل کی شب ہی موذن بیچ جی اپنا گلا
ہو گیا آوازۂ اللہ اکبر سے جدا

کہتی ہی چڑیا اوس انگیا کی کہیں اوڑ جاؤنگی
ورنہ رکھنا ہاتھ تم اس مرغ پر سے جدا

حضرت دل ہی لہو اونسے گیا منہ کی لگا آج
وہ خفا بیٹھے جدا ہین تم مکدر سے جدا

اوس رخ زیبا سے بھی اپنی طبیعت پھر گئی
دل بھی کالا ہو گیا زلف معنبر سے جدا

آہ نیند آئے جو پھر کھٹ پر اکیلے کس طرح
مین کبھی سویا نہین پہلو مین دلبر سے جدا

ق

وصل کی کس شکل سے انکو بھری دلالت
دونون جانب سے ہوتے ہین سامان جو دن بھر سے جدا

شانہ و پان و مسی عطر و سرمہ ہار پھول
ہوا ان جدا ہین تم معطر عود و عنبر سے جدا

ق

وصل مین ہو کر ہم آغوشی سے میرے تنگ وہ
یون لگے کہنے تو ہو جا میرے بستر سے جدا

ہو گئی کپڑونکے ٹکمے سے تھک گیا سارا بدن
اور پسینا بہ گیا پانوؤن تلک سر سے جدا

جیمین جی پاتے نہین لگ جاتی آگ اس پیار کو
کوستا ہے دل مرا اب تجکو اللہ سے جدا

خواب مین بھی اب سے ہم صورت نہ دیکھینگے کبھی
موںہہ چھپا کر دو منہ بیٹھین گے ترے در سے جدا

پاس رہنے سے مرے سوجھی ہین تجکو مستیان
وس محلہ دور گھر لون ہین ترے گھر سے جدا

میرؔ فنا حق ہے یہ حسن کہ فیض کامل استاد سے
ہر سخن ہو رتبہ مین اپنا ہر سخنور سے جدا

پھول لے لیتے ہین آپس مین تبرک کیطرح
بعد شادی سہرا دولہ کے ہو جبکہ جدا

ربط سے اوس سنگدل کے دلکو دولہ تو بچا
شیشۂ نازک ہی رکھیے اوسکو پتھر سے جدا

کوئی وعدہ نہ وفا تجھسے مری جان دیکھا
قول و اقرار و قسم اور ترا پیمان دیکھا

ہمنے آئینے مین عکس لب جانان دیکھا
جون گہر آب مین یان لعل بدخشان دیکھا

چار آنکھین تمہی جسسے ہوئین ای آینہ رو
صاف جون چشمۂ عینک اوسے حیران دیکھا

کیسا تڑپا دل ناشاد بسان بسمل
زیب زخم جگر اوسکا جو نہ پیکان دیکھا

اب گلی تک ہی وہ لے گذریگا سے دم مین
آب شمشیر سے آتا ہوا طوفان دیکھا

تو مرے بجے گیا مرگیا مین جیتے جی
عالم مرگ ترے ہجر مین ای جان دیکھا

جلوہ گر اشک خیال رخ پر نور سے ہے
دامن صبح بنا دامن مژگان دیکھا

ضعف دل سے مرے بستر پہ ہم آکر ای دو
نہ تو زندان کو گئے اور نہ بیابان دیکھا

دق ہوا اوسے ملنے کی وہ تہمت رکھکر
کیون ولا اوس بت عیار کا بہتان دیکھا

جسکو زر تار رہ کفشے نظر آئے اوسنے
اک ہلال اوسکے گریبان مین نمایان دیکھا

بنگیا آنکے وہ بے سر و سامان خود ہی
مجکو جس شخص نے یون بے سر و سامان دیکھا

اک غزل اور بھی پر درد سناو دولہ
ہمنے اس بزم مین مستانہ سخندان دیکھا

زیر خط جسنے ترا چاہ زنخدان دیکھا
اوسنے ظلمات مین اک چشمۂ حیوان دیکھا

زلف مین چاند سا اوسکا رخ تابان دیکھا
لیلۃ القدر ملی نور درخشان دیکھا

اب بہم ہو کہ ہوئی صبح قیامت بھی نمود
اوسکا رستہ بہت اہی دیدۂ حیران دیکھا

صورت مہر کہ ہر ماہ سنے برج مین جای
روز اک تازہ جگہ آپ کو مہمان دیکھا

کی روان تیغ ستم اپنی سیہ بختون پر
مجکو اوس شعلۂ برق لب خندان دیکھا

خوب سے بال الجھنے ہوگئے تن پر اوسکے
مجکو سنبل نے جو با حال پریشان دیکھا

اپنے دامن سے کیے اشک گرے پاک ہوا | اپنے رونے کا اثر دیدۂ گریان دیکھا
میری جانب سے کیا تمنے جو تجھ دل کو | بیمروت نہ کوئی تمسا مری جان دیکھا
خط سیہ پوش ہوا حسن کے ماتم مین ترے | صورت غمزدہ کاکل کو پریشان دیکھا
یاد مین اوس گل رخسار کی ہر نالے سے | عالم زمزمۂ مرغ خوش الحان دیکھا
آگ دامن سے لگی ہم بچھے مانند غبار | تب بھی سر پر نہ ترا سایۂ داماں دیکھا
دھجیان اوڑ گئین لاکھون ہی گیے یا نوبگی | شکل گل جبکہ مرا چاک گریبان دیکھا
سرو پامال ہوے سبزۂ خوابیدہ صفت | باغ مین تجکو جو ای سرو خرامان دیکھا
نہ سنا کان مین کچھ اوسکی سفارش کرتے | پیچ مین لا نا ترا کاکل پیچان دیکھا
بستر خار پہ لوٹا ہون بسر جب راہی | تن مین پیوستہ ولا خار مغیلان دیکھا

ہوا اوس عیار کو رنجش وہ غزل پڑہ دو لہ
دوزہ افلاک مین تجسا نہ غزلخوان دیکھا

ہے جیسے اک حور کا ہمنے رخ تابان دیکھا ۔۔۔ دلکو خالی تری الفت سے مرے جان نہ دیکھا

جون سہا جس سے ہو بدرو ترا رخ ہمنے ۔۔۔ فلک حسن کا وہ مہر درخشان دیکھا

مطلقاً مجکو تری زلف کا سودا نہ رہا ۔۔۔ جیسے اک حور کا گیسوی پریشان دیکھا

نہین ممکن کہ گریبانکو ترے مس کیجے ۔۔۔ ہاتہ مین اپنے ابا کا وہی دامان دیکھا

روبرو جسکے تبسم ہی ترا خندہ زخم ۔۔۔ باغ خوبی کا وہ ہمنے گل خندان دیکھا

دیکھہ تو ڈوبے ہی چاہ خجالت مین جسے ۔۔۔ وہ پرا ز آب بقا چاہ زنخدان دیکھا

ہے تصور ترے خط کا بھی مضر جون زنگار ۔۔۔ جلوہ وہ آئینہ دل مین نمایان دیکھا

اوسکے اخلاق و عنایات و وفا کے باعث ۔۔۔ اپنے دلکو تری الفت سے پشیمان دیکھا

مجھسے وحشت نے کہا یون کہ طواف حرمین ۔۔۔ میرے باعث سے تلا کیون نہ احسان دیکھا

مرقد حضرت مجنون و جناب فرہاد ۔۔۔ تب نظر آتی کہ جب کوہ و بیابان دیکھا

اوسکی بے وضعی کا شکوہ کرے لیلیٰ سو ۔۔۔ ایسا سندہ کوئی دیکھا نہ مسلمان دیکھا

پھر برہمن گھیا تو دل دیوانہ ٹوٹ کر
اوسکا بندھا جو غیر سے یارانہ ٹوٹ کر

پھر بن سکیگا کب دل دیوانہ ٹوٹ کر
مشکل سے یہ بنا تھا پر بچا نہ ٹوٹ کر

ای چشم تو شکست نہ دے ذرا اشک کو
کب ہو درست گوہر یکدانہ ٹوٹ کر

عشق اپنا کھلگیا جو ہوئے سر بسنگ ہم
سر جنون کھلا سر دیوانہ ٹوٹ کر

کیا کیا نہ رشک یان دل صد چاک کو ہوا
کاکل مین رہگیا جو وہان شانہ ٹوٹ کر

گر تار آہ کا جسے نہ ٹوٹتا
غیرون کے پاس شوخ وہ جاتا نہ ٹوٹ کر

امواج غم سے کشور دل ہو رہی خراب
دریا بہا ہی جانب ویرانہ ٹوٹ کر

ہمراہ اشک گل کے مژہ گر پڑی ہین یون
گر جائے جیسے خوشۂ صد دانہ ٹوٹ کر

آنکھون مین یان نہ گریۂ سرشار تھم سکا
می گر پڑی زمین پہ جو پیمانہ ٹوٹ کر

فانوس شیشہ ہو گئی سنگین حصار اوسے
صد پارہ ہو گیا سر پروانہ ٹوٹ کر

الفت بتون کی جیسے گئی اب ہو خدا کی یاد
تعمیر کعبہ ہو گیا بتخانہ ٹوٹ کر

دو ولہ خراب دل ہوا غنچہ مسلسل کی طرح
ملجا ہی خاک مین یہ پر پنچا نہ ٹوٹ کر

ابتو مقابلہ ہے رخ و زلف یار مین
ہے فصل کا مباحثہ لیل و نہار مین

ممکن نہین ہے فصل رخ و زلف یار مین
کب انفصال ہو سکے لیل و نہار مین

جسکو غرض ہو جا ہی وہ طوبی کی چھانو مین
بیٹھا ہو نہین تو سایۂ دیوار یار مین

جس قافلہ مین جاتا ہو محمل نشین مرا
لیلی وہان کہان ہو شمار و قطار مین

مشہور تو ہین وامق و فرہاد و قیس و نل
مجھسا نہین ہے ایک بھی ان تین چار مین

اوس سنگدل کو ہے وہی غماز گو بیان
جلائے پھڑک کے جان نکل انتظار مین

قاصد جو پھر کے آئے تو پھر تنخین جان ہے
مرتا جواب نامہ کے ہون انتظار مین

بیہوش کرتا ہے ترا کہنا یہ ناز سے
مجکو نہ چھیڑ نیند کے ہو نہین خمار مین

خورشید کی طرح مین سراپا ہوا ہون داغ
ہوا غنچہ کی او جا نہین اس حسین زار مین

ایذا ہی سانلون سے مدام اہل فیض کو	پتھر لگاتے ہین شجر میوہ دار مین

دولہ غزل اک اور سنا اس زمین مین
باقی ہی جوش بھی تو دل بیقرار مین

ہی محو خلق عشق رخ و زلف یار مین	پابند ہی جہان اسی لیل و نہار مین
نکلا ہی لالہ داغ بدل گل دریدہ جیب	برسا ہی آسمان سے جنون اس بہار مین
مژگان پہ ہی جو لخت دل و اشک کا ہجوم	چھڑیان بنائین پھول پروئے ہین خار مین
پابند عشق آنکھ سے دیکھین تو ہو یقین	مضمون رباعی کا ہی رقم خط یار مین
اسکا نہ خوف کر کہ تجھے لونگا بین تنگ	ہلنے کی تاب بھی تو نہین جسم زار مین
تاریک شب مین چین سے آتی ہی جو نہ نیند	آرام ہو تصور زلف نگار مین
تلوون لگی وہ آگ کہ سر سے نکل گئی	مہندی ملی جو غیر نے وان پاے یار مین
کیونکر کہون تیغ مین فلک حسن سے ہو کہ ہی	نشان ہلال ناخن انگشت یار مین

نام خدا جو تیزی ہی تیری نگاہ مین
کوچے مین اپنے لوٹنے دے مست او تھا مجھے

دیکھی وہ تیغ مین جو وہ پانی کنار مین
فرق اس سے آ گیا مرے عز و وقار مین

دولہ کا رنگ فیض جہانگیر ایسا ہی
باقی نہین ہی فرق خزان و بہار مین

وہ بھی کیا دن تھے جدا ہوتے نہ تھے اک دم کہین
گردش افلاک سے اب تم کہین اور ہم کہین

تھم رہین یا رب نہ اپنے دیدۂ پرنم کہین
کم نہو دنیا سے آب یہ چشمۂ زمزم کہین

غم نہ کھا اے دل کہ دنیا کا یہی قانون ہی
نغمۂ شادی کہین ہی نالۂ ماتم کہین

اب یہ عالم ہی کہ اک عالم کا جی قربان ہی
او بت کافر نہ دیکھا تیرا سا عالم کہین

گو پریشان کر دے میری صرصر آہ اک جہان
ہو نہ وہ زلف معنبر درہم و برہم کہین

ظالم و بیرحم دنیا مین نہین گر آپ سا
صابر و شاکر زیادہ مجھسے ہوگا کم کہین

غنچہ سان خون جگر پی پی کے ہنستے ہین مدام
شکل گل ہو جائے مگڑے دل جو ہو خرم کہین

عمر کے مانند ہر دم ہے سے رم ہی یار کو
چوکڑی بھولے ہرن گر دیکھ لے یہ رم کہین

اوسکی پستان پر جو پھیرا ہاتھ وہ کہنے لگا
محرمون پر ڈالتے ہین ہاتھ نامحرم کہین

اس زمین مین اور بھی دو ولہ سناؤ اک غزل
آپ سے کے شعر کا دیکھا نہین عالم کہین

کاش وہ آرام جان آئے تو جائے غم کہین
اوسکے آنے کی اگر ٹھہرے تو ٹھہرے دم کہین

آنا یان اوس سرو قامت کا قیامت لائیگا
غیر ممکن ہے اگر بچ جائین جیتے ہم کہین

آگئے دام اجل مین شکل ماہی جس گھڑی
پھر کہین دنیا رہیجائیگی اور ہم کہین

ذات انسان مین خطا ہی رسم آبائی یہ ہی
سہو و نسیان سے نہین خالی کوئی آدم کہین

ہی وہ مطبوع خلائق جو کہ ہی یکتائی ہی
دوسرا ہوتا تو ہوتی قدر جام جم کہین

عقدہای دل بھلا گریہ سے ہون کس طرح
ہو سکے تر کھلتی نہین ہی عقدہ ابریشم کہین

جسطرح بلبل قفس سے چھٹکے پہونچے باغ مین
روح تجھ تک جائیگی قالب سے نکلے دم کہین

بیکسی مین مرگیا تیرا مریض ہجر آہ
کچھ کیا احباب نے اوسکا نہ مطلق غم کہین

ہی سیہ پوش آسمان اور خاک پر لوٹی زمین
اسطرح کا جھنے دیکھا ہی نہین ماتم کہین

وصل مین بھی دیکھنے سے اوسکے مین محروم ہون
ایکدم فرصت نہین دیتا ہی مجھکو غم کہین

شدت گریہ سے بس آنکھون کے حلقے بہہ گئے
ابتو رونے سے تھمے یہ دیدۂ پرنم کہین

ضبط مین دولہ کو جتنے ہین جہانگیری کے فن
ذہن کا سا اوسکے دیکھا ہی نہین عالم کہین

وہ نہین اپنا کہا کرتے ہین
لاکھ ہم اسپہ مرا کرتے ہین

قدح زہر پیا کرتے ہین
اپنی کیا خوب وفا کرتے ہین

ظلم اوس بت کے سہا کرتے ہین
اسپہ بھی شکر خدا کرتے ہین

آپکو ہم تو دعا کرتے ہین
آپ پھر ہم سے دغا کرتے ہین

کرکے ہم حسرت شیرین کا خیال
زخم سینے کے سیا کرتے ہین

کیون نہ کرسی کو ہلا دیتے ہم | نالۂ عرش رسا کرتے ہین

ہی جا اوس چاہ ذقن پر سبزہ | خضر وان پانی بھرا کرتے ہین

غرضِ مطلب پہ وہ سکتے ہین ہی | ایسی بہتیرے بکا کرتے ہین

یاد مین زلف و رخِ جانان کی | نالہ ہر صبح و مسا کرتے ہین

ق

کبھی مشرق مین کبھی مغرب مین | ڈھونڈھتے تجکو پھرا کرتے ہین

ہر روش نکہت گل کے مانند | بے پر و بال اوڑا کرتے ہین

وصل مین خاک خوشی ہو دولہ
رات بھر ہمسے لڑا کرتے ہین

دیدارِ جلوۂ قدِ رعنا نصیب ہو | مجکو بھی سیرِ عالمِ بالا نصیب ہو

بیٹھین جو اوسکے در پہ تو ہو عرش پر دماغ | پایہ بہشت مین مرتبۂ اعلیٰ نصیب ہو

مجھسے ملیگا آن کے وہ خود بخود اگر | کیونکر نہ اوسکے ملنے والا نصیب ہو

چھپاتا اوسکے ہاتھ مین خنجر وں کا ہاتھ ہو
آنکھون سے ہمکو پانون سے ملنا نصیب ہو

عکس اپنا میرا دیکھکے آئینے مین کہا
دیوانہ کس پری کو تجھ ایسا نصیب ہے

بلبل کو گل کی چاہ ہی قمری کو سرو کی
یہ مجھکو تیرے عشق کا دعوی نصیب ہے

جون نخل بارور ہو تمنا کہ خلق کو
ہو مجھسے فیض گو مجھے اپنا نصیب ہو

زانو پہ سر ہو غیر کے اور ہو نہ اختلاط
عشاق کا جو ہوئے تو ایسا نصیب ہو

مانند گرد باد پھرون خاک چھانتا
مجکو ہوا ہی دامن صحرا نصیب ہو

گرمی سے تیری دل پہ جو چھالے ہون شمع طور
ہر آبلے کو اک ید بیضا نصیب ہو

پڑھ اے غزل اک اور بھی دولہ کہ یون تجھے
محفل مین شعر سبکو سنانا نصیب ہو

ہی آینہ وکہ یار سے ملنا نصیب ہو
ملنا نصیب ہوئے تو تنہا نصیب ہو

سایہ جو ہین جو زلف دوتا کا نصیب ہو
راحت نہ زیر سایۂ طوبی نصیب ہو

ہمخواب وصل سے مجھکو بھی تجھنا نصیب ہو
اس بخت خفتہ کو جو نہ سونا نصیب ہو

مشتاق میری دیدکے مردم ہوں تا بہ قاف
گر نام مجکو صورت عنقا نصیب ہو

جو خاکسار در پہ ترے بیٹھے پھر اوسے
نقش قدم کیطرح نہ اوٹھنا نصیب ہو

یارب کسیطرح سے بہم ہوں ہاں زخم
کرنا کبھی نہ یار کا شکوا نصیب ہو

جاتے ہیں اب تو خنجر قاتل کے سامنے
ہونا جو کچھ کہ مجھپہ ہو سو یا نصیب ہو

ق

اس انکسار پر ترے سمجھتا ہوں کیا ستم
پھر بھی یہ ہی دعا مرا ایسا نصیب ہو

مین منتوں سے تجکو منایا کروں مجھے
تیری اوٹھانی رنجش بیجا نصیب ہو

حاجت نہیں ہے اور سے ملنے کی پھر تجھے
دولہ سا جبکہ چاہنے والا نصیب ہو

ملنے کی مجھے یار سے فرصت نہیں ملتی
اے مرگ ٹھہر جا ابھی رخصت نہیں ملتی

کچھ پیرہن یار کی نکہت نہیں ملتی
یوسف کی [illegible] نہیں ملتی

ہو کر مدہ خفا کہنے لگے مردے تو ہو گویا	زندوں کو یہاں جی بھر اقامت نہیں ملتی

اوس غیرت عیسی سے جو غم میں گئی قضا
دولہ مجھے مرنے کی بھی فرصت نہیں ملتی

جب عارض گلگوں ہمیں جاناں نے دکھائے	خجلت سے یہ گل اپنے گلستاں نے دکھائے
جوں سبزۂ خوابیدہ ہوئے سرو بھی پامال	انداز یہ اوس سرو خراماں نے دکھائے
ہاروں نہیں ہوا صرف کسی شک چمن کے	کیا لطف ہمیں تار گریباں نے دکھائے
جاں کندنی اعضا شکنی ہچکی او روزے	ساماں یہ قضا کے شب ہجراں نے دکھائے
گہ سانپ کے دھوکا ہوا گہ سنبل تر کا	کیا پیچ تری کاکل پیچاں نے دکھائے
جوں ظلمت شب آنکھوں میں عالم ہوا تاریک	کیا روز سیہ زلف پریشاں نے دکھائے
سودا زدۂ عشق کا سودا نہ ہوا کم	نشتر اوسے سو خار بیاباں نے دکھائے
دولہ تو جہانگیر ہو فضل خدا سے	کیا عیش تجھے حضرت سبحاں نے دکھائے

چاہت کو جو تیری پا گیا ہے
جو بات پہ اب وہ روٹھتا ہو

لو جور بھی دل کو بھا گیا ہو
معلوم نہیں کہ کیا بلا ہو

پامال جفا جو تو ہوا اے دل
اچھا ہی یہی تری سزا ہو

پہلو سے یہ کون اوٹھ چلا ہو
جو سینے میں شور مچ رہا ہو

کیوں تو ہوا اوداس چشم پر آب
کچھ کہہ تو دلا یہ کیا ہوا ہو

اغیار کو ہو وصال دائم
محروم ہوں میں یہ کب روا ہو

کسنے تجھے یہ جفا سکھائے
تو کہنے سے کسکے یوں خفا ہو

دولہ نہ ہو کس طرح جہانگیر
اوسکو تو حمایت خدا ہو

جو وصل میں غیر اسکے پاؤں پڑنے لگے
دوا پھر اوس کی دفع درد سر لگے

مثال سر تو بھی خاک در پا گرنے لگے
تو اضطراب یہ ہوا کہ تماشہ لگے

وہ دیکھ لیتے ہیں جسکو وہ اپنے تل کا جادو پسند
کہ چشم آئینہ کی بھی ہمیں نظر نے لگے

بھلا یہ آتش رنگ حنا بجھائے کون
جو آپ ہی کی کف پا سے یہ چشم تر نے لگے

کہے تو جاتے ہو آتا ہوں ایک لمحے میں
گھڑی کے بدلے کہیں آپکو پہر نے لگے

عجب نہیں دم مرگ خون جگر ت سے خشک
خدا کے روبرو جاتے ہیں کیونکہ ڈر نے لگے

کبھی نہ آتش محشر کا شعلہ یوں بھڑکے
جو باد فتنۂ دامان فتنہ گر نہ لگے

طمع سے گھیر ابھی کنعان سیاہ رنگ دیکھ اوسکا
یہ دل تو کہتا تھا مجھکو ہوا سی مرنے لگے

سجے ہے وہ سبز قدم سرخرو ہوئے کبھی
حنا تری سر انگشت سے اگر نے لگے

جو بہر تکیہ ملے سنگ آستان ترا
الٰہی بالش پر سے کبھی یہ سر نے لگے

خجل ہوں کس طرح پازیب تری آسم
جو تیرے پاؤں کی خلخال میں قمر نے لگے

نگاہ اور بھی گردش سے چشم کی ہے تیز
کہ تیغ تیز ہووے جو سان پر نے لگے

وہ تیرے گھر سے نکالا گیا جو شک سے پری
عجب نہیں تجھے حوری کا ولی جگر نے لگے

نہ تیرے زلف کے سودا نگاہ ہوتا ہم
رگ جنون پہ جو مژگان کا نشتر نہ لگے

نہ دسترس ہو جو اوس سروقد کی پیشانی تک
ہمارے نخل تمنا مین پھر ثمر نہ لگے

جھلک بھی اوسکی جو آنی نظر پہ کیا ممکن
قلق سے چاک عزا ہونے کیون جگر نہ لگے

سوار بھی نہین ہیچ تا ہی یون مہ پردہ نشین
سر اوس شوخ کے جبتک کہ پیش دست لگے

جو لب بلب نہ شکر لب وہ مجھ سے دو کہ
تو اضطراب یہ ہو آنکھ تا سحر نہ لگے

جان لب پر آگئی فرقت مین بس گھبرا چکے
اب وہ آئین یا نہ آئین ہم تو جی سے جا چکے

ناز و انداز و ادا کو کام تم فرما چکے
کھولکر بند آب اپنے جاؤ بہت ترسا چکے

لگ سکے آنکھ نہ ٹھہری سو طرح غم کھا چکے
جان ہی جائے کہین قصہ سے جھگڑا پا چکے

نت اب راہ اونکا عبث اے دل ہے بس وہ آ چکے
خط جو بھیجے تھے ہوا صاف قاصد لا چکے

کھینچکر آہین منغص اوسکو کرتا کیون ہے تو
یار کو سو بار اے دل ہم منا کر لا چکے

پہاڑ کر کپڑے سے چلے صحرا کو ہم وحشت زدہ
نکہت گل کی طرح ہم پھر کے گھر کو آ چکے

جبکہ اک بوسہ ہی دو تم اور نہ اک دشنام دو
دل تمھین کیونکر ملے اور اوسکی قیمت کیا چکے

مجکو طعنہ اور رقیبون سے ملنے کا دیا
مین بھی اب کچھ عرض کرون آپ تو فرما چکے

تھا حجاب عشق مانع ورنہ شب کو وصل مین
ہاتھ اور پانون تلک سو بار ہم پہنچا چکے

دم اولٹتا ہی مرا رخ سے اولٹ دیجے نقاب
بیحجابی سے تسلی کیجیے شرما چکے

اپنے اس دیوانہ پن سے دل نہ باز آیا کبھی
قید زندان مین رکھا زنجیر تک پہنا چکے

جون قفس صد چاک دل ہی حسرت پرواز سے
مرغ گل کا شاخ گل سے ہم قفس لٹکا چکے

وصل کی شب ہی کھٹ پلے اپنے سلانے تو دو
ہجر مین ہمسے کف افسوس تو ملوا چکے

ہای اوس گلرو نے نہ کی اس کی چاہت پر نظر
زخم کھائے تن پہ لاکھون سیکڑون گل کھا چکے

ق
ناتوانی کا بہانہ گہ کیا گہ موت کا
وان کبھی رہ جانیکو ہم تو سوانگ لاکھون لا چکے

اوٹھنے پر سے نہ ہمکو وان دیا کیا کیجیے
پانون کس کس طرح اوسکے در پہ ہم پھیلا چکے

صید معنی کوئی دو ولہ سے اپنے ہاتھ آتا نہیں
توسن فکر اپنا اس میدان میں ہم دوڑا چکے

یہ کس گل رو نے کھولی باغ میں زلف معنبر ہی
کہ جسکی بو کی کاوش سے گلستان معطر ہی

کھینچی ہتی جو اوسپر صورت رخسار انور ہی
تو رشک صفحۂ خورشید اپنے دل کا دفتر ہی

ہماری خاک سے گو آئینہ تک صاف ہوتا ہی
مگر وہ آئینہ رو کچھ زیادہ تر مکدر رہی

ملالیں لیلی و مجنون کی تصویریں بہم ہم تم
نہ وہ تیری مقابل ہی نہ وہ میرے برابر ہی

سراپا داغ کھائے ہیں تن عریان پہ جو ہمنے
بدن پر ہی یہی خلعت یہی بس سر پہ افسر ہی

جو قاتل آیا بھی مقتل میں تو مجھسے کہتا ہی
سرک جا پانو سے میرے ہاتھ میں جو خونخوار خنجر ہی

کہان ہی کہکشان کو موتیوں کی مانگ سے نسبت
کہ وہ بدرنگ شے کج اک کوڑیالا سانپ اژدر ہی

وفور سوز سے ہی چشم گلخن اور نگہ شعلہ
ہو انگارہ ہر اک لخت جگر اور اشک اخگر ہی

نہ کیوں نکلے [illegible] سحر کو بلبل کی شیون
موذن کی زبان پر جو ندا اللہ اکبر ہی

جو یون ہی ستے ہو تم مجھے نہین ہے کسی کی حسرت
تو کیا کرون مہربان بتیا ہون صبر از مون تم پہ ہے

خدا نے کر دیا ہے موم تمکو حق مین عمر و زید کے
دل نازک تمہارا پہ مری جانب سے پتھر ہے

مطول تھا یہ غم دل کا لکھا گو مختصر کرکے
مگر خنجر فلک سے پھر بھی طولانی یہ دفتر ہے

جگانے اٹھنے ایسے فتنہ خوابیدہ آنکھ سے
کہ کمتر جس سے آنکھوں مین ہماری شور محشر ہے

ق

کہا مین نے یہ تیرے عشق مین ہی اضطراب دل
کہون سیماب اسکو یا کوئی بسمل کبوتر ہے

تو سینے پر مرے دست نگارین رکھکے یون بولا
کہان ہے دل ترے سینے مین جو بیتاب و مضطر ہے

تری باتون مین کچھ بیشک بناوٹ پائی جاتی ہے
ستے ہے کب بیقراری بر مین جسکی مجسا دلبر ہے

کلام اب کیون نہ ہو دل کا اخلاق جہانگیری
اے خلق حسن کا یاد دفتر بسکہ از بر ہو

بخت نخل باغ رسا بن ملا ہے کیا مجھے
مین کرون جان جسپے وہی ایذا دے مجھے

بن ترے گمشتہ تھا مین وہم بھی تھا جو ملی سنخ مجھے
ہے زد حوان نار سفر کا سایہ ملی بھی مجھے

کیون ذرا سی بات پر تمنے کیا رسوا مجھے
کہہ دیا ہوتا بلا کر کان مین تنہا مجھے

عالم مار سیہ موجون ہی نے دکھلایا مجھے
زلف کا عالم جو یاد آیا لب دریا مجھے

اپنی مژگان مین چھپایا چشم کو تیرے نے مجھے
تا نظر آئے نہ کوئی صورت زیبا مجھے

بھولکر جانے لگا مین اور جانب کو جو رات
دل نے آگے بڑھ کے رستا اسکا بتلایا مجھے

آشنا ظاہر مین اور باطن مین بیگانہ صفت
تمنے در پردہ جلا کر خاک کر ڈالا مجھے

فخر کافی ہے مجھے اہل جنون مین اسقدر
لوگ کہتے ہین تری زلفونکا دیوانا مجھے

آنکھ پھر جاتے ہی اوسکی ہو گیا بیہوش مین
گردش چشم بتان ہے ساغر صہبا مجھے

جسطرح اوس سے خفا ہون مین ہی ہنسنے ذرا
تا منائے آکے خود وہ شوخ بے پروا مجھے

بیقراری مین جو قدمونپہ اوسکے جا گرون
ایدل مضطر تو اس تپے کو اب پہونچا مجھے

کردیا بیرحمی دلدار نے دولہ یہ حال
آپ اپنے حال پہ آتا ہے اب رونا مجھے

دام میں پھر زلف پیچاں کے پھنسایا آپ نے
آہ کیا روز سیہ ہمکو دکھایا آپ نے

چاند سا مکھڑا جو شب اپنا دکھایا آپ نے
ماہ کو حلقہ بگوش اپنا بنایا آپ نے

آپنے نام خدا اچھا چلن سیکھا ہے یہ
دل چرایا میرا پھر جی بھی چرایا آپ نے

چھٹ گیا یکبارگی دامان صبر و اختیار
ہاتھ سے جب تو نہیں دامن چھوڑایا آپ نے

طاق نسیان پر رکھا کرتے ہو یوں عاشق کی یاد
صاف میری یاد کو دل سے بھلایا آپ نے

کر لیا اپنا جو تمنے مجکو ممنون ہوں
جا بجا کے پھرنے سے اچھا بچایا آپ نے

دلکو مجھسے توڑ کر اپنا اوسے بندہ کیا
آہ ایسے آشنا کو یوں چھوڑایا آپ نے

پتلیونکی طرح سے انکھوں میں گھر کرتے ہو آپ
ہے یقینی گوہر دل کو چرایا آپ نے

چھوٹتا ہے کب تمھیں یہ بندۂ حلقہ بگوش
طوق سودائی کو اپنے کیوں پہنایا آپ نے

مجھے ہر اک بات میں رنج و قلق تمہی روز و شب
قتل مجکو کرکے کیا جھگڑا چکایا آپ نے

اک غزل ولہ اسی صاحب کی سنا اور بھی
اسمیں [illegible] ہو گیا آپ نے

تیرے ملنے سے وہان مجکو اوٹھایا آپنے
حلقۂ ماتم مین یان مجکو بٹھایا آپنے

شب کو خلوت مین اگر مجکو رولایا آپنے
غم نہین جب صبحدم آکر منایا آپنے

کیا تعجب ہی نی قلیان بھی گر ہو نیشکر
جو لب نی سے لب شیرین لگایا آپنے

اشک حسرت کیطرح چشم جہان سے گر پڑا
اپنے عاشق کو جو نظرون سے گرایا آپنے

صاف نامہ مین یہ لکھہ بھیجا کہ مین آتا نہین
واہ کیا حرف تمنا کو مٹایا آپنے

کہتے ہو رو رو کے تو کرتا ہی کیون سودا مجھے
خوب چشم خشک پر طوفان اوٹھایا آپنے

طوق اور زنجیر کی ہوئی منت کی اس دیوانے کو
طوق و زنجیر اپنے ہاتھون سے پہنایا آپنے

ق

بخت برگشتہ ہوا ہی اندنون سید حاتم
بے سر و پا دیکھکر جو رحم کھایا آپنے

کیون نہ ہو سلیمان سے ہو مجکو ننگ و عار
اوترن اپنے جسم کا مجھکو پنہایا آپنے

بتھیان پہنائین سہرا سر پہ باندھا شوق سے
عطر مین پہلے اوسے لیکر بسایا آپنے

وصل کی امید رکھتا ہی جہانگیر آج تو
اپنے ہاتھون سے جو دولہا بنایا آپنے

دم قتل اپنی گردن کب بتون نے پھیر پھرتی ہی
نہ تنہا قسمت گلے پر جو تری شمشیر پھرتی ہی

نہین آتا ہی خط تیرا یہی ہی سرنوشت اپنی
کہ پھیرے سے کہین تدبیر کے تقدیر پھرتی ہی

لڑائی آنکھ کب بیٹھے سر محفل تھی یون تجھسے
جو مجھسے اب نگاہ لطف بے تقصیر پھرتی ہی

نہ ہمدم ہوئی قطرہ کس طرح شمع طور بنجائے
مری آنکھون مین تیری چاندنی سی تصویر پھرتی ہی

زمین پہونچا مرا شور جنون تا عالم بالا
تو مجھکو ڈھونڈھتی وان تک کی زنجیر پھرتی ہی

ملا رتبہ ہمین یہ بعد مرنے کے نصیبون سے
جو اپنی خاک اوس ظالم کی دامنگیر پھرتی ہی

غریق بحر عشق زلف کب ہی قید سے فارغ
فنا کے بعد ہر موج کی زنجیر پھرتی ہی

عذاب قتل سے بڑھکر یہ ہی تعذیب مقتل مین
کہ مجھسے آپ کی چتون دم تکبیر پھرتی ہی

رقیبا وحشی مرمین ہوے معزز خاکساری سے
تو مٹی مین ملی مردونکی سب توقیر پھرتی ہی

تامل سے تکلم چاہیے ہر جا عقیلون کو
کہ جب لب سے ہوئی باہر کہان تقریر پھرتی ہی

میسر ہو گئی ہی خاک پا یار جو مجھکو
نظر اپنی کہان سے جانب اکسیر پھرتی ہی

سوالِ وصل پہ بولا یہ قاتل کھیلتی ہر دم
اجل سر پر تیرے ہے اے صاحب التعزیر پھرتی ہے

کہین طفلی مین تجھکو اک نظر دیکھا تھا دولہے
تو اب تک اوسکی آنکھو نمین وہ ہی تصویر پھرتی ہے

قصیدہ

جو وصفِ نورِ سراپای یار ہی تحریر
تو شاخِ کلک مین ہی شمعِ طور کی تنویر

شکن جو ماتھے پہ اوس بحرِ حسن کے ہی نمود
تو موج لجۂ خوبی اوسے کرین تعبیر

بھوین وہ ایسی کہ دیوانِ حسن کا مطلع
نہ ماہِ نو ہو مقابل نہ قوس نی شمشیر

خرد نہ اوس صفِ مژگان سے ہو کے کیون حیران
یہ نیزہ ہین کہ یہ خنجر ہین دشنہ ہین یا تیر

فسون ہی سحر ہی جادو ہی فتنہ ہی وہ چشم
کہ اک اشارے مین کر لے جہان کو تسخیر

اگرچہ دیکھنے مین تو ہو محوِ شرم و حیا
و لیکن آفتِ جان ہی وہ اوسکی چشمِ شریر

وہ ناک حسن کی ناک اوسکا ہی کمالِ لطف
قلم سے خال کا وصفِ یک تل نہ ہو تحریر

لگاون لگا کیا مین فروغ تجلی رخسار
ہی مہر جس سے خجل منفعل ہی بدر منیر

وہ اوسکا چہرہ پر نور ہی اگر مصحف
تو خط ہی اوسکا کلام مجید کی تفسیر

ہی اوسکا سیب ذقن قوت دل بیمار
غلط ہی بلکہ ہمین مُنہ سے اوس سے بے تاخیر

دہن ہی نقطۂ موہوم سے بھی تنگ ایسا
ہی جسکی تنگی احوال عاشقان تعبیر

چمک وہ دانتونکی اور اونپہ ہی مسی کا رنگ
ہی طرفہ موتیون پر لاجورد کی تحریر

لب ومی سے تشبیہ دین جو اوس لب کو
تو ہی یہ مذہب عشاق مین گناہ کبیر

نمود چاہ زنخدان مین وہ لطافت ہی
کہ جسکے سامنے زمزم کی کچھ نہین توقیر

وہ گردن اوسکی کہ ثین جسپہ ذمین لاکھون
برابر اسمین ہی تقصیر وار و بے تقصیر

کہین جو ساعد و بازو کو شاخ گل کی تشبیہ
ہو وہ گناہ کہ جس سے ہو واجب التعزیر

وہ اوسکے دست نگارین ہین جنکی خوبی سے
خفیف پنجۂ مرجان خجل ہی [illegible]

وہ اوسکی [illegible]
کہ جس سے [illegible] عاشق دلگیر

ہے سینہ برگ گل یا سمین سے نازک تر | پسینہ مین نہ بھلا کیون ہو عطر کی تاثیر

وہ نازک اوسکی کمر ہے کہ جسکے مضمون کو | ہزار فکر کرے پر نہ سمجھے کوئی دبیر

شکم تو سمجھ لطافت ہے ناف ہے گرداب | ہین غرق جسکے تعشق مین سب صغیر و کبیر

وہ ران نرم و گداز اوسکی ہے کہ دیکھ جسے | نہ صبر آئے کسیطرح سو کرین تدبیر

جو اوسکی ساق ہے دعوی نور شمع کرے | تو کاٹ لیوے زبان اوسکی بس وہین گلگیر

جو مہر و ماہ سے تشبیہ دین کف پا کو | تو واصفونکی زبان قلم کی ہے تقصیر

تو بے نظیر ہے ثانی نہین کوئی تیرا | کہ تیرے ناخن پا مین ہے شان بدر منیر

نہین نقش پس قدم اوسکا سہل مت جانو | یہ سکہ وہ ہے کہ لاکھون ہوے ہین جسپہ فقیر

جو خاک پا تری ہاتھ آئے کیمیا گر کے | ملا دے خاک مین اپنی وہ سب لیکے اکسیر

میانہ قد ہے ترا باغ حسن مین وہ نہال | کہ جسکے سامنے ہین پست سب طویل و قصیر

[illegible] جستہ اوسکی خوبی مین | کہ دونون جسکے ہوئے ہین [illegible]

کیا خدا نے دل اوسے شاہِ حسن مہر سریر
گناہ ہووے جو یوسف کو کہیے اوسکا وزیر

جو کوئی دوسرا دعوی کرے یہ کیا مقدور
تمام مملکتِ حسن اوسکی ہی جاگیر

نگاہ تیز ہی اوس شوخ کی وہ آفتِ جان
کہ جس سے بچ نہین سکتا کوئی فقیر و امیر

ہوا مین اوسکی ہون شکلِ پتنگ سرگردان
ہوا ہون رشتۂ الفت مین اوسکے مین بھی اسیر

ق
جو ای نسیم تو ہو باریاب اوس گل تک
تو کہیو میری طرف سے کہ او بتِ بے پیر

زبسکہ آتشِ فرقت کی تیری ہی سوزش
تو مجکو سایۂ طوبی بھی ہی بسانِ سعیر

ق
پیام نے بھیجے تو الطاف کا جو اپنے مجھے
وہ مجکو ایسا ہو یوسف کا جسطرح سے بشیر

جو ناخوشی کا تری دیتا ہی پیام سے مجھے
تو کیون نہ بندے کے حق مین ہو وہ سوالِ نکیر

[illegible] سکھلائے کنے کہ عاشق کو یون ہی کلمہ خوش
بتا تو کون ہی تیرا اصلاح کار و مشیر

[illegible]ے فراق مین لینا ہی سانس بھی شور آ
ہر ایک دم ہی مجھے دم مین [illegible] شمشیر

[illegible] تو [illegible] مین وہ لکی
تو عاشقون مین جگہ جا ہی اوسکی بھی تقدیر

ایضاً

صباح خسرو خاور تخت زرافشان
جو بیٹھا شور اوٹھا اک بچار سوی جہان

ہوا مین سب ہین بیدار خواب غفلت سے
کھلی جو آنکھ تو تھا عیش کا عجب سامان

صدای بربط و نی او ندای نوشا نوش
ہر اک طرف سے چلے سنکے پیر اور جوان

بسان غنچہ کوئی کر رہا تبسم سے
برنگ گل ہے کوئی باغ باغ اور خندان

صدای عیش و طرب تا بہ آسمان ہے بلند
غم و الم کا جہان مین رہا نہ نام و نشان

لباس سرخ و شہانہ ہے بر مین ہر اک کے
شگفتہ روئی سے مانند گل ہین سب شادان

ستار و چنگ و رباب و نی و دف و قانون
تھے بجتے ایسے کہ زندہ ہون جس سے پیر و جوان

وہ گانین تھین کہ زہرہ و مشتری ہون خجل
الاپ سننے سے جنکی ملک رہین حیران

ہر اک طرف تھا محیط فرح کا جوش و خروش
غرض کہ عیش و خوشی کا تھا ہر طرف سامان

کہا یہ دیکھکے مین نے کہ ہے یہ عید کا دن
کہ جس سے رشک کرے جشن قیصر و خاقان

ولے بعید ہی یہ اسطرحکا عید مین لطف
کہ بن رہا ہی طلسم عجب تمام جہان

کہا سروش نے تب یون تو کیون ہی حیرت مین
خبر بسنت کی بھی کچھ رکھے ہی ای نادان

یہ روز عید نہین بلکہ روز شادی ہی
کہ مہر و ماہ کا بیت الشرف مین ہوگا قران

سحر یہ عید کی بھی طعنہ زن ہو آج کی صبح
شب برات پہ ہی برات آج کی خندان

وہ کون شخص ہی یعنی امیر ابن امیر
ملک خصال و فلک رتبہ و عظیم الشان

پڑے ہو نہین شان مین اوسکی وہ مطلع نو طرز
کہ جسمین دبدبہ و شوکت اوسکی ہووے بیان

اسد علی ہی وہ شیر خدا جری زمان
کہ جسکے نام سے ہو قبض موج شیر ژیان

علو شوکت و ہمت مین ہی سلیمان شان
ہین اوسکے در کے گدا قیصر و جم و خاقان

وہ عقل و ہوش و خرد مین ہی صورت لقمان
سخا و جود مین بے شبہ حاتم دوران

وہ اوسکی ہیبت شمشیر ہی کہ جسکی کبھی
نہ تاب لا سکے رستم سا پہلوان زمان

پشنگ شنگ مظفر فر و موید ید
عماد عالم و مہر عطا سپہر احسان

سر سران جہان و سوار ساعد ملک
اساس طارم اسلام و بانی ایمان

فلک سریر ہے وہ عرش رتبہ کیوان جاہ
سماک رتبہ اسد حملہ و ہلال نشان

کوئی کسی پہ تعدی کرے یہ کیا ممکن
کہ مور تک بھی نہین ظلم بار دست شاہان

صلاح خلق و فلاح جہان و رونق عدل
مدام رہتی ہے مدنظر عیان و نہان

بیان سخاوت و بخشش کا اوسکی کیا ہوئے
کہ بے زبان ہوئی کلک ازل کی آئین زبان

جہان مین نہین باقی کوئی وضیع شریف
عطا سے جسکی جو نہ کہتا ہو وہ مرجان

جہان سے نقر گیا اوٹھ زمانے مین اوسکے
جہان تمام زر و سیم سے ہے پُر دامان

ذکا و ذہن کا اوسکے لکھون مین کیونکر وصف
کہ جسکے آگے ارسطو ہے طفل ابجد خوان

وہ نکتہ فہم و دقیقہ شناس مضمون یاب
کہ عقل فلسفی آگے ہے جسکے سرگردان

ہے اوسکے ناخن تعین بند و بست ہفت اقلیم
وہ جسکے ضبط ممالک مین ہے فرید جہان

سیاست مدنی مین یہ اوسکو ہے ملکہ
کہ اوسکے سامنے بزرجمہر بھی ہے نادان

غرض کہ وصف تو اوسکے تمام کب ہووین
کہان تلک کرے لا انتہا کا کوئی بیان

بس اب یہی ہے مناسب کہ ہوجیے خاموش
جو اوسکا وصف لکھے تو کہان ہی تیری زبان

کلام ختم کر اب حق سے یہ دعا کر تو
الٰہی تا قائم و باقی ہی جب تلک یہ جہان

جو اوٹھا نے مانہ سے اوسکو امن مین کمہ
رہے شگفتہ گل عمر اوسکا ای سبحان

یہ اوسکی شادی مبارک ہو اور ہمیں بھی
نیاز مند ہین ہم اوسکے مورد احسان

اور اوسکی ذات سے مخلوق متمتع ہو تمام
رہے مدام خور جود اوسکا بس تابان

تباہ و خوار ہو دشمن جو اوسکے ہون یارب
ہمیشہ دوست جو اوسکے ہین وہ رہین شادان

یہ اوسکا حشمت و اقبال روز افزون ہو
بر آئین اوسکے خدایا مقاصد دو جہان

اگرچہ مین تو جہانگیر فن شعر مین ہون
جو اسکا وصف کرون مین تو کب ہی شایان

اگرچہ دولہ کے سر پہ ہی سہرا اشن من کا
پہ یہ تمام یہ اشعار ہون تو کیجیے کہ ہان

مخمس

گھر تک کسی عنوان اب آنے نہین دیتا — گھر اور جگہ مجبکو بنانے نہین دیتا
آرام کسی جا بہ مجھے پانے نہین دیتا — کوچے سے ترے دل مجھے جانے نہین دیتا
اسباب سفر یان سے اوٹھانے نہین دیتا

اب کیجے بیان جو زمانے کے کہان تک — ہو کس سے بیان مجکو ملے رنج جہان تک
دل چھین لیا لینے کو موجود ہی جان تک — ہی رشک فلک کو مری اوقات پہ یان تک
غم کھاؤن تو غم بھی اب مجھے کھانے نہین دیتا

گرد آکے پھرے کوئی نہ قدغن یہ ہوا ہی — بندش وہان آگے سے کچہ اب اور سوا ہی
دل اونہین اقامت کرے مقدور کیا ہی — شانہ نے زہیں او نکو اجات سے چھین لیا ہی
زلفون کو تری ہاتہ لگانے نہین دیتا

ایجان تجھے ہیں تری وہ نفرت جو سکھائے — او ستم آتش فرقت سے مرے جیکو جلائے

جون برق جلے خود بھی وہ آرام نہ پائے
یا رب کہ شتاب اوسکے اجل سامنے آئے
جو تجھکو مرے سامنے آنے نہیں دیتا

رہنا تو گوارا ہی نہیں مجھکو وطن مین
ہے جی مین کہ بیابان پھرئے کسی بن مین
ثابت نہ رہے تار گریبان مرے تن مین
سکتے ہیں کہ پھر فصل گل آئی ہے چمن مین
کیون مست جنون دھوم مچانے نہیں دیتا

کیا جانے کسی شخص پہ دیوے کوئی سو جو
معشوقون کے فقرے سے توقع کہو کیا ہو
خود شمع و گل لائے یہ ممکن نہیں اب تو
دشمن ہے یہانتک کہ نسیم او صبا کو
تربت پہ مری پھول چڑھانے نہیں دیتا

وحشت کی کہون کیا کہ ہین یان آفتین جو جو
کچھ ضبط کہانتک کرین ہین تھک گئے ہم تو
دولہ کی تجھے دوستی کا پاس اگر ہو
ہم مصحفی سمجھا تو ہی اس مست جنون کو
مجھکو یہ گریبان سلانے نہیں دیتا

ایضاً

کیا درخشان صورت خورشید حسن یار تھا — جسکے آگے ذرہ سان مہتاب پر انوار تھا

بسکہ حیران اوسکے دیدۂ نرگس وار تھا — اسقدر محو تماشای رخ دلدار تھا

حلقۂ چشم اپنا اوسکا روزن دیوار تھا

وہ نہ آیا تھا تو گھر بالکل خراب و خوار تھا — مجکو اوس بن کاٹے کھاتا سایہ دیوار تھا

پر مرے پر ہمنشین یہ طالع بیدار تھا — رونق افزایان جو گل و غیرت گلزار تھا

کلبۂ احزان یہ رشک خانۂ عطار تھا

ایکمدت منہ دکھانے کا بھی انکار تھا — بر سر الفت ذرا دو چار دن سے یار تھا

دیکھنا اوسکا جھروکو مین سے جو اقرار تھا — اسلیے تکتا مین سوی روزن دیوار تھا

آج میرا اور اوسکا وعدہ دیدار تھا

کاہ سان بیقدر تھی ای ہمنشین تو مجھے تھا کو — سنگ پر گھستی تھی گو اپنی جبین پہ مجھے تھا کو

خونِ دل اپنی تھی ہوا مند نگین پوچھے تھا کون
بخت جاگے ہین حنا کے اب نہین پوچھے تھا کون

زیر پای یار جب یہ دیدۂ خونبار تھا

اب طبیعت سخت گھبرائی ہی کیا ہو دیکھیے
سر پہ اک کالی بلا آئی ہی کیا ہو دیکھیے
شام آفت جسم پر چھائی ہی کیا ہو دیکھیے
اب اسیری زلف کی بھائی ہی کیا ہو دیکھیے

چشم جانان کا تو اک مدت سے مین بیمار تھا

رات کو دروازہ اوسنے بند جو کروا دیا
نارسائی سے کے قلق نے کیا مجھے گھبرا دیا
زیر دیوار اپنے ضعف دل نے بس بٹھلا دیا
ہوئے صرصر کا بھلا مجھ زار کو پہنچا دیا

ورنہ بام یار تک اک نردبان درکار تھا

ہم جدا اوس سے ہوئے تھے اسکا ماتم ہمکو تھا
وہ جو آپہونچا تو پھر طرفہ ہوا یہ ماجرا
نیلگون اپنا کفن تھا اسلیے بعد فنا
پڑتے ہی لاشے پہ عکس اوسکا سنہری رنگ تھا

بزم مین گلگیر گویا مرغ آتشخوار تھا

دردِ فرقت سے کہاں تھی مجکو امیدِ حیات
چلگیا مجھ سادہ دل کا آہ یہ کید حیات

ایک چھوٹی سی تمنا پر رہو امیدِ حیات
وصل کی امید مجکو ہو گئی قیدِ حیات

ورنہ میرا ہجر مین جینا بہت دشوار تھا

موت کے اسباب یارب زخم اپنے ہو گئے
صورتِ زخم جگر اب زخم اپنے ہو گئے

مندمل اسکے بھلا کب زخم اپنے ہو گئے
اوسکے پڑتے ہی ہرے سب زخم اپنے ہو گئے

عکس خطِ یار گویا مرہم زنگار تھا

تھا قریب آسان ہو جاتی مری مشکل کڑی
لائے مقتل مین مجھے زنجیر پاؤن مین پڑی

طوق گردن مین پڑا اور ہاتھ مین تھی ہتکڑی
تھی نزاکت اوسکی مانع خونکی میرے جھگڑی

مین جھکائے سر تھا وہ کھینچے ہوئے تلوار تھا

چھوڑ مسجد آج جو بتخانے کی جانب چلے
صندل و سیندور تھا ہاتھوں مین قشقہ کے لیے

اس بناوٹ سے ہم اوسکی سخت حیران ہو گئے
کردیا زاہد کو کیا کافر بتوں کے عشق نے

جای تسبیح آج گردن مین مرے زنار تھا

کسطرح اہل جنون مین نہو جائے اپنی دھاک
وادی پرخار مین پھرتا رہا بیخوف و باک

جون بگولا رات دن مجکو اورانا سر خاک
جب گریبان سے ہوئی فرصت کیا دامن کو چاک

ایک لحظہ بھی نہین دست جنون بیکار تھا

ہوگئے دو ول سے وہ آکر جو باہم ایک شب
ہجر کا جاتا رہا دل سے یہان رنج و تعب

دشمن جانی تھا وہ اوسکو گوارا تھا یہ کب
غیر نے آخر حسد سے داغ کیا کھائے ہین جب

دست گل خوردہ مرے اوسکے گلے کا ہار تھا

ایضاً

کیا منہ ہی کہ طاوس کرے ناز چمن کا
نقشہ اوسے دکھلادے اگر اپنے بدن کا

وہ طالع بیدار ہی مجہ کا ستہ تن کا
بوسہ جو لیا خواب مین اک غنچہ دہن کا

داغون مین ہی عالم مرے گلہای چمن کا

عیسی بھی اگر چرخ چہارم سے اوتر آوے
اور زور حذاقت کا وہ ہر طور سے دکھلاوے
مجروح رتپ عشق کا ہرگز نہ شفا پاوے
چھوٹی ہوئی مہندی جو ترے پانوں کی ہاتھ آوے
ہوتا ہی تدارک ابھی یاں دلکی جلن کا

کیا پھولی پھلی ہی گل رخسار کی دولت
افزون ہی ورد گل سے دل زار کی دولت
سینہ ہی مشبک مژہ یار کی دولت
آلودۂ خون ہی خلش خار کی دولت
ہر آبلے مین رنگ ہی گلہای چمن کا

سرمہ کی سلائی جو لگائی تو لگائی
وحشی سے اگر آنکھ ملائی تو ملائی
ہو جاوے رہائی جو کرو راہنمائی
آنکھوں نے تری چوکڑی یہ اوسکی بھلائی
کچھ بن نہیں آتا ہی یہ عالم ہی ہرن کا

نسرین کا تماشا مری نظروں مین ہی آخر
کم عارض گلگون سے نہیں ماہ منور
[illegible] ترا اوسپیان جو ای شوخ سمن بر
ہی چادر مہتاب بھی پھولوں کی سی چادر

۱۷

ہی رنگ یہ آنکھوں میں ترے گل سے بدن کا

فرہاد صفت کوہ سے ٹکرائے اگر سر	جوگی کیطرح خاک ملے تن پہ سراسر
انجام یہ ہی بیٹھ رہے خاک اڑا کر	بنکر وہ بگولا سا پھرے لاکھ طرح پر

ملنے کا نہیں قیس کو رستہ مرے بن کا

رتبہ مرے اشکوں سے کے یہ ہی ابر کرم میں	سرسبز جسے چاہے کرے ایک ہی دم میں
دل اپنا دکھاؤنگا جو دم ہی مرے دم میں	جسطرح گل تازہ کھلے باغ ارم میں

ابتو یہی عالم ہی مرے داغ کہن کا

اللہ نگہدار ترا او بت نادان	انداز نیا تونے نکالا مہ تابان
بگڑی یہ بناوٹ تو سجاوٹ ہی مری جان	گاتی ہی دو بہٹے کی بندھی بال پریشان

دل کیونکہ نہو مفتون تجھے بیساختہ پن کا

پیمان مرے دلبر یہ مرا تجھسے ہوا تھا	ہان عہد بکرنہ یہ مرا تجھسے ہوا تھا

اقرار سمن بر یہ مرا تجھسے ہوا تھا	وعدہ تو مقرر یہ مرا تجھسے ہوا تھا

جز تیرے نہ عاشق ہوں کسی غنچہ دہن کا

صورت جو نظر آگئی اک ماہ لقا کی	کیا کیجیے بن دیدہ نہ قابو میں تھا جی
بیہوشی طبیعت پہ وہیں ہوگئی طاری	معذور ہوں گر مجھسے ہوئی عہد خلافی

ہوں دیکھنے والا میں تجھی عہد شکن کا

گورا ہی بدن او بھری ہوئی گات ہی اوسکی	ہی حسن خداداد کی ہر روز ترقی
مژدہ مجھے پہنچا ہی زبانی یہ صبا کی	جوں غنچہ ہی ہر لحظہ اوسے اور تعلّی

جوبن ہی بلا جوش پہ اوس شنگ چمن کا

موباف تری کاکل مشکیں کا جو ہی سرخ	لگتا جسے کہتے نہیں ذرہ کوئی شی سرخ
موباف میں اس بات کی بتلاؤ کوئی سرخ	گویا شفق شام ہی کیا شاہد مے سرخ

دل خون نہ کیوں شک سے ہو مشک ختن کا

ہی تجھ بندۂ خالق یہی اکثر | ہوتا ہی وہی جو کہ کیا چاہے مقدر
دولہ ہوا نگہت کا جہانگیر سخنور | نکہت نہ جہانگیر ہو دولہ ترا کیونکر

ہی تجھ مین رچا رنگ عروسان چمن کا

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کیا روزگار باغ و بہار ہی عیش وطرب کو روز بازار ہی برہان
یہ کہ اندنون دیوان بینظیر سراپا حسن کی تصویر گوہر نیم سفتہ سراسر سفتہ ریختۂ خامۂ
اعجاز خامۂ سخنور شیوا زبان بلیغ فکر روشن بیان نواب نظیر الدولہ جہانگیر محمد خان
صاحب بہادر جنت آرام ملقب بہ نواب دولہ نے بسعی موفورہ بندۂ عاجز
محمد عبد الرحمن شاکر مطبع نظامی واقع کانپور مین بماہ شوال ۱۲۸۸ ہجری
رنگ انطباع پایا اور اس گلدستۂ گلستان ہمیشہ بہار نے بہزار حسن دلجو
ورنگ و بوی نیکو جلوہ اختتام دکھایا ماشاء اللہ چشم بد دور مضامین عالیہ

کا دریا ہی بحر لطافت کا گوہر یکتا ہی اگرچہ اہل کمال سے زمانہ خالی ہی مگر اوسکے

کمال کی دلیل کلام عالی ہی الہی منظور چشم خاص و عام ہو مقبول و مطبوع

طبائع انام ہو اول تاریخ اختتام تتمۂ بےنظیر دوم ریاض ابدیہ

سوم عجب گلشن بیخار چہارم سواد باغ و بہار پنجم بہار آباد روضۂ مطیب

ششم نتیجۂ فکر یہ قطعۂ رنگین و عجیب قطعۂ تاریخ

رشک بہار دولہ کا دیوان ہو جو طبع	رنگین سخن کا طرفہ شگفتہ چمن ہی یہ
شاکر نے پھر شہانہ یہ تاریخ کی رقم	دولہ کے نام کیا ہی عروس سخن ہی یہ

تقریظ چکیدۂ خامۂ اعجاز طراز معانی منشی عبد العزیز عیاں

سہسوانی

حمد اوس حکیم کو کہ جسنے گوہر شب چراغ عقل کو شبستان سینۂ انسان مین

فروزان فرمایا اور لعل زبان کو جواہر خانۂ دہان مین رکھکر مروارید کلام ابدار

سے مرصع بنایا اور نعت اوس جوہر شناس دین مبین کو کہ جس نے
سنگین دلان کفر و شرک کو لالی ستلالی اسلام سے کامیاب کیا اور درر
غرر ہدایت سے دامن دل بھر دیا اما بعد مقر نادانی و کج مج زبانی
محمد عبد العزیز اعجاز سہسوانی شائقان شعر و سخن و ذائقہ چشان
مذاق مضامین نو و کہن کو مژدہ رسان ہی اور سخن سنجان معنی رس و معانی
شناسان سخن فہم کو نوید گویان ہی دیوان فصاحت عنوان نوی بخش
پژمردہ دلان جسکے لفظ لفظ مین شیرۂ عشق بھرا ہی مصرعہ مصرعہ مین مضمون
شوقیہ جلوہ نما ہی زبان کی تراش خراش پر دل قربان ہی بول چال محاورہ
چو چلے پر صدقے دل و جان ہی جواہر زواہر بندش الفاظ فصیح اور جوتی
تراکیب ملیح سے مرصع ہی مضامین عالیہ کا نامرقع ہی ہر غزل مین نیا گل
سحر کا ڈھنگ نگارخانہ ارژنگ ہے جسکے سامنے مصحف بیرنگ بلکہ ستانا

نیرنگ حسن الفاظ پر دل لوٹ ہی معانی رنگین کی رنگین کلاموں کے کلام پر چوٹ ہی
اسکی خوبی کی جسقدر تعریف ہو گی بیجا ہو بلبلی ہندستان تصنیف **نواب**
نظیر الدولہ جہانگیر محمد خان بہادر ملقب نواب دولہ جنت آرام کا ہی گو
ناتمام ہی اسپر بھی مرقع حسن تمام کا ہی خاتمہ عمدگی کلام کا ہی انہوں مردمک
دیدہ اقبال حشم و چراغ جاہ و جلال **نواب شاہجہان بیگم** صاحبہ عالیہ رئیسہ بھوپال
نور چشم نواب مرحوم نے ہمت عالیہ کو کام فرمایا کہ اوس دیوان شاعری کی جان کے
انطباع کا سرانجام فرمایا نام مردہ کو شہرت کلام سے زندہ کیا آئینہ زنگ آلود کو
مصقلہ اشاعت سے جلوہ جلا دیا چنانچہ حسب الارشاد جناب عالیہ ممدوحہ
محمد عبد الرحمن خان شاکر نے بسعی بلیغ و اہتمام صریح اپنے مطبع نظامی واقع کانپور
بہ بلند نامی مشہور نزدیک و دور میں طبع کا انصرام کیا مدت قلیل میں خطا طان ثانی نیرزو میر
و مصححان سخنور رشک صیر و نصیر و کارگزاران ہنر پرور با یک نظر مطبع فیض منبع نے